4 زر اور بینکاری

4.1 زری پالیسی

مالی سال 10ء کے دوران معاشی حالات میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی کیفیت کے باعث اسٹیٹ بینک نے زری پالیسی کے ذریعے معاشی بحالی کو تحرک دینے اور گرانی میں کمی کے مابین توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ مالی سال کے آغاز میں مرکزی بینک نے پالیسی ریٹ میں کمی کا عمل جاری رکھا کیونکہ گرانی مالی سال 09ء کی بلندترین سطح کا نصف رہ گئی تھی اور ملکی معاشی صورتحال میں بتدریج بہتری دیکھنے میں آئی تھی۔ مالی سال 10ء کی پہلی ششماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 150 بیسس پوائنٹس کمی کی گئی۔ تاہم بیرونی مالکاری کی آمد میں تاخیر کی بنا پر غیر یقینی مالیاتی صورتحال اور سرکاری نرخوں کی مطابقت کے دباؤ کی وجہ سے مالی سال کے باقی عرصے میں پالیسی ریٹ میں مزید نرمی کو روک دیا گیا۔

اگرچہ سال کے بیشتر حصے میں پالیسی ریٹ کو تبدیل نہیں کیا گیا تاہم ترسیلی میکانیت کو بہتر بنانے اور فیصلہ سازی کے عمل میں شفافیت کو فروغ دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے زری پالیسی کے دیگر شعبوں میں متعدد اقدامات کیے (دیکھئے **باکس 4.1**)۔

معاشی صورتحال میں مسلسل بہتری اور مزید نرمی: مالی سال 10ء کی پہلی ششماہی

معاشی صورتحال میں مسلسل بہتری خصوصاً جولائی مالی سال 10ء تک گرانی کی 11.2 فیصد پست سطح کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے اپنی زری پالیسی کو نرم کیا جبکہ اس سے ایک سال قبل گرانی 24.3 فیصد کی بلند سطح پر تھی۔ گرانی کے دباؤ اور بیرونی عدم توازن میں کمی نے زری پالیسی کو موقع فراہم کیا کہ وہ معاشی بحالی کی کوششوں میں معاونت کرسکے۔ اس لیے اسٹیٹ بینک نے 17 اگست 2009ء کو اپنے پالیسی ریٹ میں 100 بیسس پوائنٹس کی کمی کرتے ہوئے اسے 13 فیصد کردیا (دیکھئے **شکل 4.1**)۔

شکل 4.1: زری پالیسی - گرانی کے دباؤ اور ملکی بحالی کو متوازن کرنا

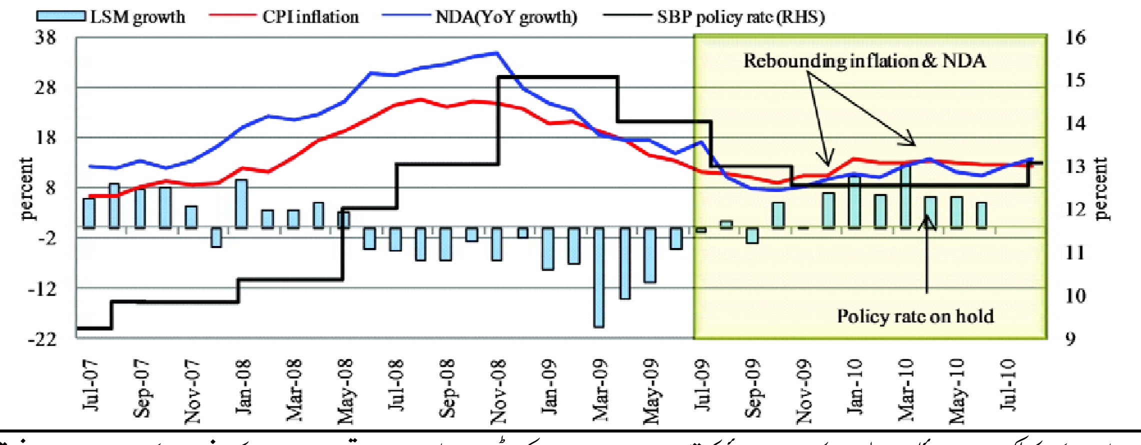

تاہم اسٹیٹ بینک کو ملکی رسد میں حائل رکاوٹوں (ملک میں توانائی کی قلت، سیاسی، سماجی اور سیکورٹی صورتحال) اور مالیاتی خسارے سے ممکنہ انحراف کے ساتھ ساتھ بیرونی رقوم کی آمد کے بارے میں غیر یقینی صورتحال کے باعث مالیاتی پوزیشن کی کمزوری جیسے وسط مدتی مسائل کا بخوبی ادراک تھا۔ اگرچہ آئی ایم ایف سے ملنے والی رقوم کے باعث بیرونی شعبے کی صورتحال بہتر ہوگئی تھی تاہم مالیاتی صورتحال کے بارے میں تشویش بڑھتی رہی۔[1] زری پالیسی کے تناظر میں نجی شعبے کے قرضوں میں کمی اور حقیقی شعبے میں معاشی بحالی پر اس کے مضر اثرات کے ساتھ ساتھ اعانتی قیمتوں (خصوصاً بجلی کے ٹیرف) کو حقیقت پسندانہ بنانے کے اقدامات صورتحال کی سنگینی میں مزید اضافے کا باعث بنے ہیں۔ یہ ملی جلی صورتحال متقاضی تھی کہ معاشی بحالی کی کوششوں سے حاصل شدہ فوائد کو یوں تقویت دی جائے کہ بحالی کا نازک عمل متاثر نہ ہو۔ ان حالات نے اسٹیٹ بینک کو 29 ستمبر 2009ء کے دوسرے فیصلے میں اپنے پالیسی ریٹ کو کسی تبدیلی کے بغیر 13 فیصد پر رکھنے کی ترغیب دی۔

[1] یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ موعودہ سرکاری بیرونی رقوم ملنے میں تاخیر کے باعث آئی ایم ایف نے اعانتِ میزانیہ اور ادائیگیوں کے توازن کے لیے برج فنانسنگ فراہم کی تھی۔

مالی سال10ء کی پہلی ششماہی کے دوران نرمی میں وقفے، خسارے کی تسکیک کی آئی ایم ایف کی کی سہ ماہی حدود پر حکومتی عملدرآمد اور اجناس کی قیمتوں میں نمایاں کمی کے باعث اکتوبر 2009ء میں گرانی کم ہوکر 10 فیصد سے نیچے آ گئی۔ نمو میں کافی عرصے سے کمی کے بعد بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں بحالی کی علامات سے گرانی میں کمی کو مزید تقویت حاصل ہوئی (دیکھئے **شکل 4.1**)۔ تاہم بجلی کی قیمتوں میں اضافے کے اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے مالی سال10ء کے لیے گرانی کی پیشگوئی کو بڑھا کر 11 تا 11.5 فیصد کردیا ہے۔

حقیقی شعبے میں بہتری سے قطع نظر تخمینہ شدہ بیرونی رقوم کی توقع سے کم آمد کے باعث خسارے کی مالکاری کے بارے میں خدشات بڑھتے رہے۔ مالیاتی صورتحال کو درپیش اس خطرے کے اثرات حقیقی شعبے کو متاثر کرسکتے ہیں۔ خصوصاً غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کی وجہ سے بینک خطرات مول لینے سے گریز کررہے ہیں جبکہ حکومت کی جانب سے قرضے کی بڑھتی ہوئی طلب نے انہیں خطرات سے پاک پرکشش سرمایہ کاری کا موقع فراہم کیا ہے۔ مذکورہ صورتحال نے بینکوں کی سیالیت پر دباؤ میں اضافہ کردیا ہے جو پہلے ہی اجناس کی مالکاری کے لیے دی گئی رقوم کی توقع سے کم واپسی اور پی ایس ایز کے لیے خاطر خواہ حکومتی قرض گیری کے باعث مشکلات کا شکار تھی۔ اس سے یہ خدشات بڑھ گئے ہیں کہ مالیاتی و نیم مالیاتی سرگرمیاں نجی شعبے کے قرضوں کے اخراج کا باعث بن سکتی ہیں جس سے اس شعبے کے قرضوں میں اضافے پر منفی اثرات مرتب ہوں گے اور اس طرح حقیقی شعبے کی بحالی کو خطرات لاحق ہوسکتے ہیں۔ اس لیے گرانی کے بارے میں اندیشوں کے باوجود مالی استحکام کو برقرار رکھنے کی کوشش کے سلسلے میں اسٹیٹ بینک نے اپنے پالیسی ریٹ میں مزید 50 بیسس پوائنٹس کی کمی کا فیصلہ کیا جسے 24 نومبر 2009ء کو 12.5 فیصد کردیا گیا۔

باکس 4.1: م س10ء کے دوران زری پالیسی فریم ورک میں اہم تبدیلیاں

☆ زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) کی تشکیل نو: اب کمیٹی میں اسٹیٹ بینک کے نمائندوں کے علاوہ دو بیرونی ماہرین کو بطور ارکان شامل کیا گیا ہے تاکہ زری پالیسی کی فیصلہ سازی کا عمل شفاف اور معتبر ہو۔ زری پالیسی کمیٹی کے اجلاسوں کی روداد کو دو ماہ کی تاخیر سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

☆ سیالیت کا انتظام: زری پالیسی کی ترسیلی میکانیت کو بڑھانے کے لیے بہترین عالمی روایات کے مطابق اسٹیٹ بینک نے شرح سود کوریڈور متعارف کرایا ہے۔ یہ کوریڈور مرکزی بینک کے پالیسی ریٹ کو بطور حد مدنظر رکھتے ہوئے کام کرتا ہے جبکہ ایک فلور ریٹ بھی جسے حد کی شرح سے 300 بیسس پوائنٹس نیچے مقرر کیا جاتا ہے۔ شرح سود کوریڈور متعارف کرانے کا مقصد شبینہ نرخوں میں تغیر پذیری کو محدود کرنا تھا جو اسٹیٹ بینک کا آپریشنل زری پالیسی ہدف ہوتا ہے۔ اس نئے فریم ورک میں شبینہ اسٹینڈنگ ڈپازٹ سہولت یا اسٹیٹ بینک کی شبینہ ریپو سہولت کو متعارف کرانا شامل ہے۔ یہ سہولت بینکوں کو دن کے اختتام پر مرکزی بینک کے پاس فلور ریٹ پر اپنی فاضل رقوم کو شبینہ رکھوانے کی سہولت دیتی ہے اور بینکوں کی حوصلہ شکنی کرتی ہے کہ وہ فلور ریٹ سے کم پر بین البینک منڈی میں اپنے اضافی فنڈز کو قرضے دینے کے لیے استعمال کریں۔ اس طرح تغیر پذیری محدود ہوتی ہے (دیکھئے 4.4 بازار زر)۔

☆ زری پالیسی فیصلوں کی تعداد میں اضافہ: زری پالیسی فیصلوں کی تعداد کو سال میں چار سے بڑھا کر چھ کردیا گیا ہے۔ جنوری اور جولائی کے پالیسی فیصلوں کے ساتھ تفصیلی زری پالیسی بیان کا اجرا اور پریس کانفرنس بھی کی جاتی ہے جبکہ باقی چار فیصلے مختصر پریس بیان کے ذریعے جاری کیے جاتے ہیں۔

مذکورہ پیش رفت کی تفصیلات کے لیے زری پالیسی بیان (جولائی ستمبر 09ء) ملاحظہ فرمائیں۔

قیمتوں کے استحکام کو درپیش خطرات کا دوبارہ نمودار ہونا اور ٹھہراؤ کا مرحلہ: م س 10ء کی دوسری ششماہی

آٹھ مہینوں تک مسلسل کمی کے بعد نومبر 2009ء میں گرانی میں ایک بار پھر اضافہ شروع ہوگیا جس کی اہم وجوہات میں بجلی کے نرخوں کا بڑھنا اور گندم[2] وغیرہ کی سرکاری قیمتوں میں ردّوبدل شامل ہیں (دیکھئے **شکل 4.1**)۔ ایسی صورتحال میں گرانی کے دباؤ پر قابو پانے اور نمو کو بڑھانے کے درمیان توازن برقرار رکھنا بہت مشکل تھا۔ قیمتوں میں اضافے کے دور ثانی اثرات کے خطرے، معیشت کے دیگر شعبوں میں قیمتوں پر مرتب ہونے والے اثرات کی پیش گوئی میں مشکلات اور منتظمین کی توقعات پر اس کے اثر کو مدنظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک پالیسی میں مزید نرمی کا خطرہ مول نہیں لے سکا کیونکہ زری پالیسی کا اہم مقصد قیمتوں کا استحکام ہوتا ہے۔ مزید برآں مالیاتی خسارے سے انحراف، احباب پاکستان سے تخمینہ شدہ رقوم کی آمد کے بارے میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی کیفیت، ٹیکس وصولی کے بلند ہدف اور خسارے کی مالکاری کے لیے حکومت کے ملکی ذرائع خصوصاً بینکاری نظام پر انحصار سے صورتحال مزید پیچیدہ ہوسکتی ہے۔[3]

زری استحکام کو کمزور مالیاتی پوزیشن سے لاحق خطرات کا ادراک کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک نجی شعبے کی نمو کو بڑھانے کے لیے دستیاب گنجائش کو استعمال کرنا چاہتا تھا اور مذکورہ خدشات کے باعث زری پالیسی کو مزید سخت نہیں کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں جنوری 2010ء میں ہونے والے اجلاس میں اسٹیٹ بینک نے اپنے پالیسی ریٹ کو 12.5 فیصد پر برقرار

2 جنوری 2010ء میں گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت بڑھ کر 13.7 فیصد تک پہنچ گئی۔

3 حکومت مالی سال 10ء کی پہلی سہ ماہی میں ہی مالیاتی خسارے کے ہدف سے جی ڈی پی کے 0.3 فیصد تک انحراف کرچکی تھی۔

رکھنے کا فیصلہ کیا۔ جس سے ٹھہراؤ کے مرحلے کا آغاز ہوا جو پورے مالی سال جاری رہا۔ زری پالیسی کی ترجیحات کو متاثر کرنے والے واقعات کی پیشگوئی کے بارے میں غیر یقینی کیفیت اور صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے 27 مارچ اور 24 مئی 2010ء کے پالیسی فیصلوں میں اپنے پالیسی ریٹ میں تبدیلی نہیں کی۔ تاہم زری پالیسی کمیٹی میں ہونے والے غور وخوض اور ووٹنگ کے رجحان سے ظاہر ہوتا ہے کہ گرانی اور معاشی استحکام کے بارے میں اندیشے بڑھ رہے ہیں۔ زری پالیسی کمیٹی کے آخری دو اجلاسوں میں اسے موجودہ سطح پر برقرار رکھنے کے فیصلے کی اکثریت نے حمایت کی۔

اس تناظر میں زری پالیسی نرم کرنے میں وقفہ اور قیمتوں کے استحکام کے بارے میں خدشات بظاہر درست معلوم ہوتے ہیں: مالی سال 10ء کے دوران اوسط گرانی 11.7 فیصد رہی جو ہدف سے 2.7 فیصدی درجے زیادہ ہے۔ توقعات کے مطابق سال گذرنے کے ساتھ ساتھ بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں حکومتی قرضوں کے باعث اضافہ ہوتا رہا۔ حکومت نے مالی سال 10ء کی دوسری ششماہی میں آئی ایم ایف کے ساتھ طے پانے والی اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کی حدود سے دونوں سہ ماہیوں میں تجاوز کیا جبکہ سرکاری قیمتوں میں تبدیلی کے باعث لاگت کا دباؤ اور بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے سے پیدا ہونے والی طلب ملکی گرانی کو مزید تقویت دینے کا باعث بنی ہے۔

گرانی کا تسلسل، معاشی استحکام اور زری سختی کو درپیش خطرات: مالی سال 11ء کا آغاز

نئے مالی سال کے شروع میں رسدی مشکلات کے باوجود توقع سے بہتر معاشی بحالی کا سبب گرانی کی مضبوطی ہے۔ گذشتہ برس کی مالیاتی پیش رفت قیمتوں کے استحکام سے غیر ہم آہنگ رہی۔ جولائی 10ء میں گرانی 12.3 فیصد پر آ گئی جو مالی سال 10ء میں 11.7 فیصد تھی۔ بجلی کی قیمتوں میں اضافے، جنرل سیلز ٹیکس پر نظر ثانی اور منتظمین کی گرانی کے بارے میں توقعات پر ان کے اثرات کے باعث سال کے آئندہ مہینوں میں لاگت بڑھنے کے باعث گرانی کا دباؤ برقرار رہے گا۔ توقع ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے سے پیدا ہونے والی طلب سے گرانی کے دباؤ میں شدت آسکتی ہے۔ مزید برآں مالیاتی خسارے کا ایک اور بلند ہدف قیمتوں کے استحکام کو درپیش خطرات کی جانچ میں اضافی احتیاط کا متقاضی ہے۔

قیمتوں کے علاوہ مذکورہ حالات سے معاشی صورتحال کو بھی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ خسارے کی مالکاری کے لیے بیرونی رقوم پر براہ راست انحصار کرنے کا گذشتہ برس کا تجربہ مالیاتی پوزیشن کے لیے نقصان دہ ثابت ہوا ہے تاہم اب اس سے بیرونی کھاتوں کو بھی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً اجناس کے نرخوں میں اضافے کی پیشگوئی کی گئی ہے اور ملکی طلب کے بڑھنے سے درآمدی بل میں اضافہ ہوسکتا ہے جبکہ ملک کی مجموعی بیرونی صورتحال پر جاری کھاتے میں آنے والے بگاڑ کے اثر کا انحصار سرکاری بیرونی رقوم کے بروقت حاصل ہونے پر ہوگا۔ اس پس منظر میں اسٹیٹ بینک نے معاشی استحکام کو لاحق خطرات کم کرنے کے لیے 2 اگست 2010ء کو اپنے پالیسی ریٹ میں 50 بیسس پوائنٹس اضافہ کیا ہے تاکہ مجموعی طلب میں کمی لائی جاسکے۔

اسٹیٹ بینک کی جانب سے پالیسی ریٹ کے اعلان کے فوراً بعد ہی معیشت کو ملک میں مون سون کی غیر معمولی بارشوں کے باعث آنے والے سیلاب کے دھچکے کا سامنا کرنا پڑا۔ تباہی کی وسعت اور معیشت کے مختلف شعبوں پر مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ لیا جا رہا ہے تاہم اسٹیٹ بینک نے حالیہ تخمینوں کی بنیاد پر مالی سال 11ء میں گرانی کے 13.5 تا 14.5 فیصد کے درمیان رہنے کی پیشگوئی کی ہے۔[4] تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس صورتحال میں گرانی کی پیشگوئی کا انحصار مالیاتی خسارے کی وسعت، اس کی مالکاری اور زری مضمرات کے ساتھ ساتھ متعدد دیگر غیر یقینی عوامل پر ہوگا۔[5]

4.2 زری مجموعوں کی صورتحال

مالی سال 10ء کے دوران زر وسیع (زر2) میں 12.5 فیصد نمو ہوئی ہے جبکہ گذشتہ برس اس میں 9.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔ زر2 کی نمو میں اتنے اضافے کا سبب بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں اور خالص بیرونی اثاثوں میں توسیع ہے۔

4 دیکھیے تیسرا باب قیمتیں۔

5 29 ستمبر 2010ء کو اپنے دوسرے زری پالیسی اعلان میں اسٹیٹ بینک نے مالی سال 11ء کے ابتدائی مہینوں میں مجموعی طلب کے دباؤ اور گرانی کی توقعات کے پیش نظر اپنے پالیسی ریٹ میں اضافہ کرتے ہوئے اسے 13.5 فیصد کر دیا ہے۔

تفصیلی تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ستمبر 2009ء کے بعد سے زر2 کی نمو میں خاصی تیزی آئی ہے اور یہ مالی سال 10ء کے دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ رہی (دیکھئے شکل 4.2)۔ اس میں ستمبر، دسمبر 09ء کے دوران مسلسل اضافہ نجی شعبے کے قرضوں میں مضبوط نمو کی عکاسی کرتا ہے۔

زر وسیع کے اظہاریوں میں ہونے والی پیش رفت آئی ایم ایف سے طے پانے والے ایس بی اے کی حدود میں رہی۔ مرکزی بینک اپنے خالص بیرونی اثاثوں اور خالص ملکی اثاثوں کے اہداف حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔ تاہم بڑھتے ہوئے مالیاتی دباؤ کا نتیجہ بجٹ خسارے پر آئی ایم ایف کی حدود اور اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری میں تجاوز کی صورت میں برآمد ہوا۔

شکل 4.2: زر2 میں سال بسال نمو

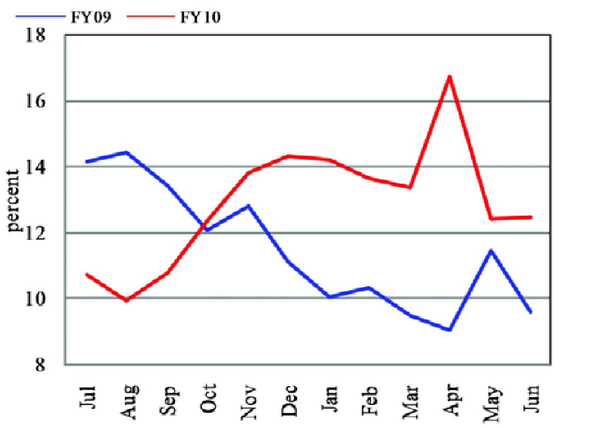

جدول 4.1: زری مجموعے						
بہاؤ ارب روپے میں، نمو فیصد میں						
	بہاؤ				نمو	
	م س09ء	م س10ء	جنوری تا جون		م س09ء	م س10ء
			م س09ء	م س10ء		
زر وسیع (زر2)	448.1	640.0	345.3	300.4	9.6	12.5
خالص بیرونی اثاثے	-171.7	49.6	120.2	47.7	-25.7	10.0
اسٹیٹ بینک	-177.3	76.0	116.6	58.0	-36.9	25.1
جدولی بینک	5.6	-26.4	3.6	-10.2	3.0	-13.7
خالص ملکی اثاثے	619.7	590.4	225.1	252.6	15.4	12.7
اسٹیٹ بینک	128.4	86.2	-85.5	-24.8	16.6	9.6
جدولی بینک	491.4	504.2	310.6	277.4	15.1	13.5
جس میں						
حکومتی قرض گیری	525.8	406.6	300.1	285.2	34.9	20.0
اعانت میزانیہ کے لیے	316.4	330.4	106.1	199.6	23.2	19.7
اسٹیٹ بینک	130.9	44.0	-91.9	106.6	12.7	3.8
جدولی بینک	185.5	286.4	198.0	93.0	56.1	55.5
اجناس کی خریداری	210.8	77.0	193.7	85.0	168.1	22.9
غیر سرکاری شعبہ	170.1	198.8	-88.1	-18.0	5.6	6.2
نجی شعبے کو قرضے	17.1	112.9	-179.9	-11.7	0.6	3.9
پی ایس ایز کو قرضہ	152.6	85.0	91.3	-8.0	134.3	31.9
دیگر اشیا خالص	-76.1	-15.0	13.1	-14.5	15	2.6

4.2.1 خالص بیرونی اثاثے

مالی سال 10ء کے دوران بینکاری شعبے کے خالص بیرونی اثاثوں میں بہتری کی کچھ علامات نظر آئی ہیں، جس کی اہم وجہ ملک کے بیرونی توازن کا فاضل ہونا ہے۔ اس توسیع کا سبب مالی کھاتے کا فاضل ہے جسے متعدد ادارہ جاتی رقوم سے تقویت ملی ہے۔ مذکورہ رقوم نے سال کے جاری کھاتے کے خسارے کے اثرات کو زائل کر دیا۔ یہ رجحان گذشتہ دو برسوں کی صورتحال کے بالکل برعکس ہے جب جاری حسابات کے خسارے میں اضافے کی بلند سطح نے فاضل کے اثرات کو زائل کر دیا تھا (دیکھئے شکل 4.3)۔ تاہم خالص بیرونی اثاثوں میں بہتری کا تسلسل اسی صورت میں برقرار رہ سکتا ہے کہ بیرونی رقوم کے اجزائے ترکیبی غیر قرضہ جاتی مالی رقوم پر مشتمل ہوں اور جاری رقوم (مثلاً کارکنوں کی ترسیلاتِ زر

شکل4.3: بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں کے رجحانات (مجموعی بہاؤ)

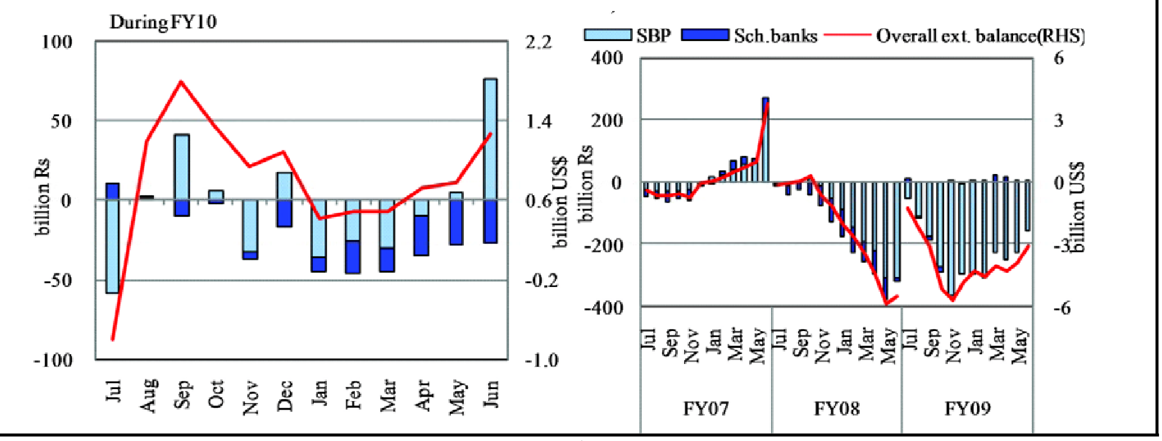

اورگرانٹس)اور برآمدی آمدنی کی صورتحال موافق رہے(بیرونی توازن کے اجزائے ترکیبی کی مزید تفصیلات کے لیے چھٹا باب ملاحظہ فرمائیں)۔

خالص بیرونی اثاثوں میں بہتری کے باوجود بازار سے رقوم کی آمد کمزور ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافے کی وجوہات یہ ہیں: (الف) اسٹیٹ بینک کی جانب سے بازار کی اعانت کا خاتمہ اور (ب) حکومت کو براہ راست بیرونی رقوم ملنا۔ مالی سال10ء کے دوران بیرونی ذرائع سے رقوم میں بڑا حصہ برج فنانسنگ[6] کے لیے آئی ایم ایف کے قرضے کے علاوہ نقل وحمل میں اعانت کی رقوم اور دیگر بیرونی گرانٹس پر مشتمل تھا (دیکھئے **شکل4.4**)۔

دسمبر 2009ء میں تیل درآمدات کی ادائیگیوں کی مکمل منتقلی کے باعث جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے دباؤ کا شکار رہے۔ مزید برآں اسٹیٹ بینک کی جانب سے منڈی میں زرمبادلہ کی محدود فروخت نے بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں پر دباؤ میں اضافہ کردیا (دیکھئے **شکل4.5**)۔ روپے کی قدر میں تخفیف کے بھی کمرشل بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں پر اثرات مرتب ہو سکتے ہیں کیونکہ ایف ای25 امانتوں میں اضافے کے ایک بڑے حصے کو اندرونی سرگرمیوں کی مالکاری کے لیے استعمال کیا گیا۔ مالی سال10ء کے دوران جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمزوری کا ایک اور سبب نوسٹرو رقوم میں کمی ہے۔

4.2.2 خالص ملکی اثاثے

مالی سال10ء کے دوران بینکاری شعبے کے خالص ملکی اثاثوں کی نمو معمولی کمی کے بعد 12.7 فیصد رہی جبکہ یہ گذشتہ برس 14.9 فیصد تھی۔ نجی شعبے کے قرضے کے علاوہ خالص ملکی اثاثوں کے دیگر تمام اجزا کے حصے میں کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ اگرچہ مالی سال10ء کے دوران خالص ملکی اثاثوں کی نمو میں میزانیہ قرض گیری کا

شکل4.4: اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں تغیر پذیری

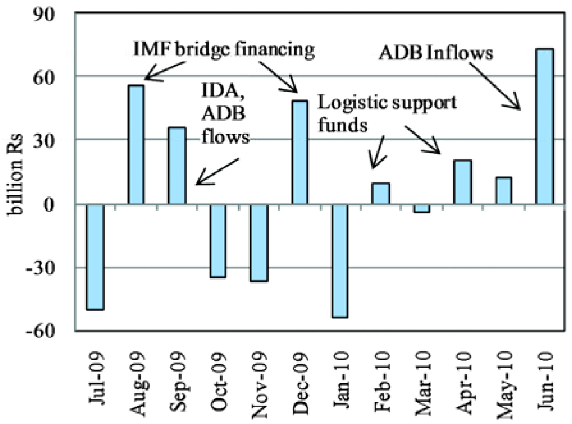

شکل4.5: خالص مداخلت اور جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے

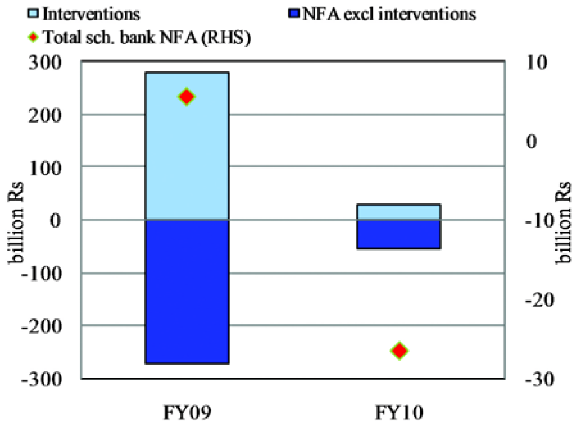

6 آئی ایم ایف سے برج فنانسنگ کی مد میں تین قسطوں میں 1.1 ارب ڈالر حاصل ہوئے۔

حصہ کم ہوا ہے تاہم اس کا حصہ اب بھی سب سے زیادہ ہے۔ اجناس کے آپریشنز کی مالکاری اور پبلک سیکٹر انٹر پرائزز کے کریڈٹ میں کمی آئی ہے اور یہ خالص ملکی اثاثوں میں توسیع کی پست سطح کو ظاہر کرتا ہے (دیکھئے **جدول 4.2**)۔

جدول 4.2: خالص ملکی اثاثوں کی نمو میں حصہ

	مس08ء	مس09ء	مس10ء
خالص ملکی اثاثوں کی نمو	30.6	15.4	12.7
میزانیہ قرض گیری	18.0	7.9	7.1
اجناس کی خریداری	0.9	5.2	1.7
پی ایس سی	13.3	0.4	2.4
پی ایس ای	1.1	3.8	1.8
او آئی این	-2.7	-1.9	-0.3

اعانتِ میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری

مالی سال 10ء کے دوران اعانتِ میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری بڑھ کر 330.4 ارب روپے ہوگئی جو مالی سال 09ء میں 316.4 ارب روپے تھی۔ اس سے ملکی غیر بینک ذرائع اور بیرونی شعبوں سے فنڈز کے حصول میں مشکلات کی عکاسی ہوتی ہے۔

بھاری مالیاتی خسارے اور ہدف سے کم بیرونی مالکاری کے باعث حکومت کے پاس ملکی ذرائع سے قرض لینے کے سوا کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ بینکاری نظام میں حکومت نے اپنے خسارے کی مالکاری کے لیے کمرشل بینکوں پر زیادہ انحصار کیا تا کہ ایس بی اے پروگرام کے تحت معیاری حدود پر عملدرآمد کیا جا سکے (دیکھئے **شکل 4.6**)۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 10ء کے دوران حکومت کمرشل بینکوں سے 286.4 ارب روپے حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔ حکومت کی طلب کے علاوہ بینک بھی خطرے سے پاک حکومتی وثیقہ جات کی سرمایہ کاری میں دلچسپی لے رہے تھے جس کی عکاسی ان کی جانب سے مالی سال 10ء کے دوران بلند ترین پیشکشوں سے ہوتی ہے۔ سال کے دوران 1573.5 ارب روپے حاصل ہوئے جبکہ نیلامی سے قبل 1360 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا۔

شکل 4.6: جدولی بینکوں سے میزانیہ مالکاری (مجموعی بہاؤ)

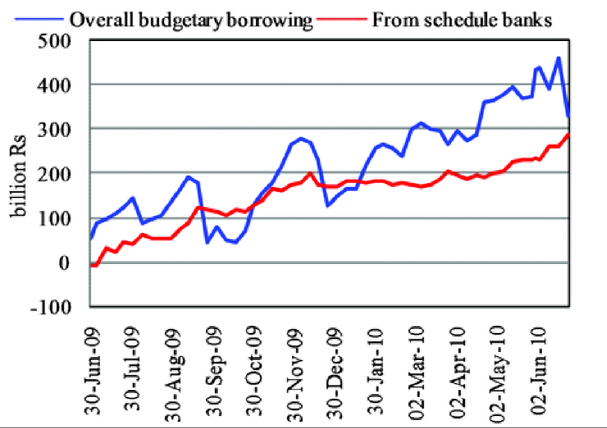

جدولی بینکوں پر بھاری انحصار کے باوجود حکومت نے مالی سال 10ء کی آخری دو سہ ماہیوں میں اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کے لیے آئی ایم ایف کے مقررہ اہداف سے تجاوز کیا (دیکھئے **شکل 4.7**)۔ ان اہداف سے تجاوز کی اہم وجوہات میں مالیاتی اخراجات کا مسلسل بڑھنا اور متوقع بیرونی رقوم کا نہ ملنا شامل ہیں۔ اس کے نتیجے میں مرکزی بینک سے قرض گیری مالی سال 10ء کی دوسری ششماہی میں بڑھ کر 106.6 ارب روپے تک پہنچ گئی جبکہ پہلی ششماہی کے دوران 62.6 ارب روپے کی خالص واپسی کی گئی تھی۔

شکل 4.7: مس10ء میں بینکاری نظام سے خالص میزانیہ قرض گیری

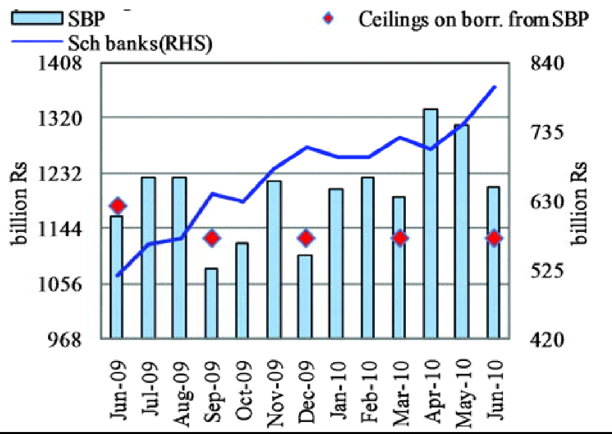

اجناس کی سرگرمیاں

اجناس کی مالکاری کے قرضوں میں 77 ارب روپے کی توسیع ہوئی جبکہ مالی سال 09ء میں 209 ارب روپے کا اضافہ دیکھنے میں آیا تھا۔ اجناس کے لیے مالکاری کی پست سطح کا سبب گندم کے قرضوں میں کمی ہے۔ اس کے باوجود سرکاری خریداری کے واجب الادا قرضوں کا حجم جون 2010ء تک بڑھ کر 414.2 ارب روپے تک پہنچ گیا ہے۔

خریداری کرنے والے حکام اس بھاری قرضے کو از خود کم نہیں کر سکتے کیونکہ اس کا سبب حکومت کی جانب سے زراعانت کی قیمتوں کے تفرق کو طے نہ کرنا ہے۔ خوراک کے صوبائی محکموں کے قرضوں کے بوجھ کا بڑا حصہ گندم کی خریداری میں مرتکز ہے (دیکھئے **جدول 4.3**)۔

جدول4.3: خوراک کے صوبائی محکموں اور سرکاری ایجنسیوں پر اجناس کی مالکاری کی واجب الادا رقم							
رقوم ارب روپے میں							
	پنجاب	سندھ	پاسکو		ٹی سی پی		
	گندم	گندم	گندم	چاول	گندم	کھاد	شکر
م س05ء	25.8	5.5	13.7	0.0	6.4	6.7	5.9
م س06ء	43.8	6.6	17.5	0.1	3.4	6.3	17.3
م س07ء	32.6	6.1	18.8	0.0	3.6	5.9	24.8
م س08ء	39.8	1.8	14.0	0.0	26.8	7.0	29.8
م س09ء	149.0	27.7	51.7	21.1	48.3	15.0	20.1
م س10ء	191.0	41.3	58.5	20.4	26.7	35.0	30.3

خریداری کرنے والی ایجنسیوں میں قرضے واپس کرنے کی کمزور صلاحیت نے بینکوں کی سیالیت میں کمی کردی ہے اور اب بینک گندم کی خریداری کے لیے نئے قرضے دینے میں احتیاط سے کام لے رہے ہیں (دیکھئے **شکل 4.8**)۔ مزید برآں گندم کے کاروبار میں پانچ سب سے بڑے بینکوں کے حصے میں کمی آئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس میں اپنا اکتشاف بڑھانے سے ہچکچا رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں حکومت کو مالی سال10ء کے لیے گندم کی خریداری کے ہدف کو کم کر کے 75 لاکھ ٹن کرنا پڑا جو مالی سال09ء میں 95 لاکھ ٹن تھا۔ اس طرح گندم کی اصل مالکاری 48.4 ارب روپے رہی جو مالی سال09ء کے 192 ارب روپے کے مقابلے میں چار گنا کم ہے۔

چاول کی خریداری کے لیے 22.7 ارب روپے کی مالکاری حاصل کی گئی جو مالی سال09ء میں بھی اسی سطح پر تھی۔[7] وفاقی خریدار ایجنسی نے رقوم کی واپسی میں تاخیر کردی کیونکہ وہ منڈی میں پست نرخوں کے باعث خریدے گئے ذخیرے کو بروقت فروخت کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکی۔

ملکی خریداریوں کے علاوہ بینکوں کی مالکاری نے عالمی منڈی سے کھاد اور چینی کی بروقت درآمد کو یقینی بنانے میں بھی مدد دی۔[8] ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان نے مالی سال10ء کے دوران اور 12 لاکھ 40 ہزار ٹن کھاد کی درآمد کے لیے 20 ارب روپے کا قرضہ لیا۔[9] اس کے ساتھ ساتھ ملک میں چینی کی قلت سے بچنے کے لیے 10.2 ارب روپے کی مالکاری حاصل کی گئی جس سے ساڑھے چار لاکھ ٹن اضافی چینی درآمد کی گئی (دیکھئے **شکل 4.9**)۔

شکل 4.8: اجناسی مالکاری (مجموعی بہاؤ)

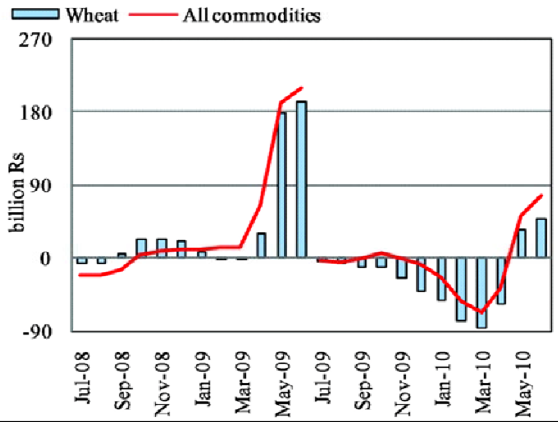

شکل 4.9: اجناسی مالکاری (علاوہ گندم)

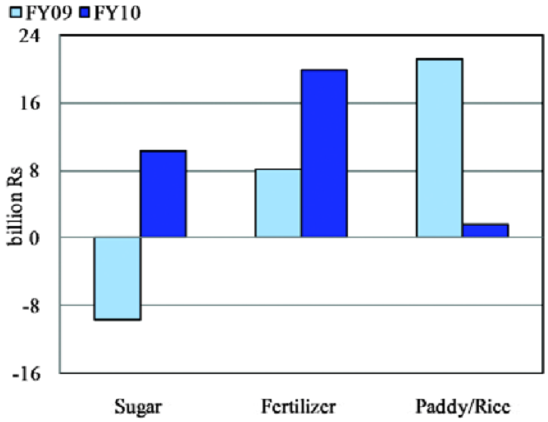

پبلک سیکٹر انٹرپرائز کا قرضہ

مالی سال10ء کے دوران پبلک سیکٹر انٹر پرائز کی کمرشل بینکوں سے قرض گیری میں 85 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس اس مد میں 152.6 ارب روپے کا قرضہ لیا گیا تھا۔

7 چاول کی سرکاری خریداری کے لیے قرضوں میں گذشتہ برس اس وقت تیزی آئی تھی جب حکومت نے دھان کے کاشت کاروں کو منڈی کے نرخوں کے مقابلے میں بلند قیمت دینے کا فیصلہ کیا تھا۔

8 ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان خریداری کرنے والی واحد سرکاری ایجنسی ہے جو گندم، کھاد اور چینی جیسی مختلف اجناس درآمد کرتی ہے۔

9 ای سی سی نے ستمبر09ء میں 6 لاکھ ٹن یوریا درآمد کرنے کی منظوری دی تھی تاکہ مالی سال10ء کے موسم ربیع میں گندم کی زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکے۔

مجموعی رقوم میں نمایاں کمی کے باوجود اس کے واجب الادا قرضے اب بھی 371.5 ارب روپے کی خاصی بلند سطح پر ہیں۔

توانائی کے شعبے میں گردشی قرضے کے مسئلے کا تصفیہ نہ ہونا تشویشناک ہے اور توانائی سے متعلق پی ایس ایز کے قرضوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اگرچہ حکومت نے ایک پاور ہولڈنگ کمپنی قائم کی ہے اور بینکوں کی اکثریت کے دعوے اس ادارے کو منتقل کردیئے ہیں پھر بھی اس مسئلے کو حل نہیں کیا جاسکا اور کچھ پی ایس ایز اور ادارے اب بھی اپنی نقد رقوم کی ضروریات کے لیے بینکوں کے قرضوں پر انحصار کررہے ہیں۔[10]

نجی شعبے کا قرضہ (خالص)

مالی سال 10ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں بحالی کا عمل شروع ہونے کے باعث گذشتہ برس کی مایوس کن کارکردگی کے مقابلے میں نجی شعبے کے قرضوں میں نامیہ لحاظ سے بہتری دیکھنے میں آئی ہے (دیکھئے **شکل 4.10**)۔ تاہم حقیقی معنوں میں یہ اب بھی دہائی میں ہونے والی اوسط نمو سے بہت کم ہے۔

مالی سال 10ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں 3.5 فیصد نمو ہوئی جو مالی سال 09ء میں 0.5 فیصد تھی۔ تاہم حقیقی معنوں میں نجی شعبے کے قرضوں میں 13.9 فیصد کمی آئی ہے جبکہ گذشتہ برس ان میں 1.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ قرضوں کی بلند نامیہ نمو کی وجوہات یہ ہیں: (1) گذشتہ برس کے مقابلے میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں 9 فیصدی درجے کا اضافہ (ب) کپاس اور دیگر خام مال کے لیے موسمی مالکاری کی ضروریات کا بڑھنا اور (ج) بیرونی تجارت کے حجم میں 2.9 فیصد اضافہ۔

شکل 4.10: نجی شعبے کے قرضے میں نمو — سرکاری شعبے کے قرضوں کی مجموعی نمو

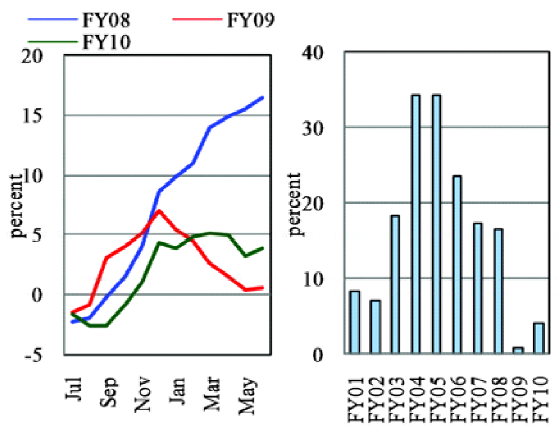

شکل 4.11: نجی شعبے کے قرضے کی رسدی مشکلات

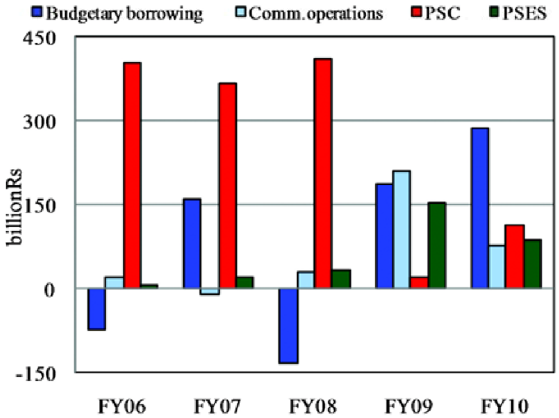

دوسری جانب خطرے سے پاک اثاثوں میں دلچسپی رکھنے کے باوجود قرضوں کی سخت نگرانی اور اثاثہ جاتی معیار کے متعلق خدشات میں کمی کی وجہ سے کمرشل بینکوں کے لیے نجی شعبے کو قرضہ دینے میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اعانتِ میزانیہ، اجناس کی سرگرمیوں اور پی ایس ایز کے لیے خطرے سے پاک سرمایہ کاری میں بینکاری نظام کے بڑھتے ہوئے انکشاف نے نجی شعبے کے لیے فنڈز کی دستیابی میں کمی کردی ہے۔ تاہم نجی شعبے کے قرضوں میں تشویشناک کمی کا جو رجحان گذشتہ سال دیکھنے میں آیا تھا، مالی سال 10ء کے دوران اجناس کی سرگرمیوں اور پی ایس ایز کے لیے قرضوں میں کمی کے باعث اس میں مثبت تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے (دیکھئے **شکل 4.11**)۔

مجموعی قرضے کی علاقائی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ 90 فیصد سے زائد قرضہ صوبہ پنجاب اور سندھ میں مرتکز رہا ہے اور معاشی سرگرمیوں کے تینوں زمروں یعنی زراعت، صنعت و خدمات میں ان کا حصہ زیادہ ہے۔ دیگر میں بلوچستان، خیبر پختونخوا اور اسلام آباد شامل ہیں جن کا قرضوں کی مجموعی تقسیم میں حصہ بمشکل دس فیصد سے کم بنتا ہے۔

09ء کے دوران صوبہ پنجاب نے 119 ارب روپے کا قرض لیا۔ اس کے واجب الادا قرضوں میں 8.2 فیصد سال بسال نمو ہوئی جو گذشتہ پانچ برسوں میں ہونے والی 22.1 فیصد

10 تفصیلات کے لیے دیکھئے چوتھا باب، زر اور بینکاری، اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 09ء۔

جدول4.4: قرضے کے مجموعی استعمال میں صوبوں کا حصہ

فیصد

	پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	اسلام آباد	تمام دیگر
دسمبر05ء	47.9	42.3	2.6	0.9	6.0	0.4
دسمبر06ء	49.3	41.3	2.9	0.8	5.1	0.5
دسمبر07ء	47.4	43.6	2.0	0.6	6.1	0.3
دسمبر08ء	47.6	41.9	1.9	0.5	7.8	0.3
دسمبر09ء	49.3	41.7	1.6	0.4	6.7	0.3

شکل4.12: قرضوں کی توسیع میں بینکوں کا حصہ

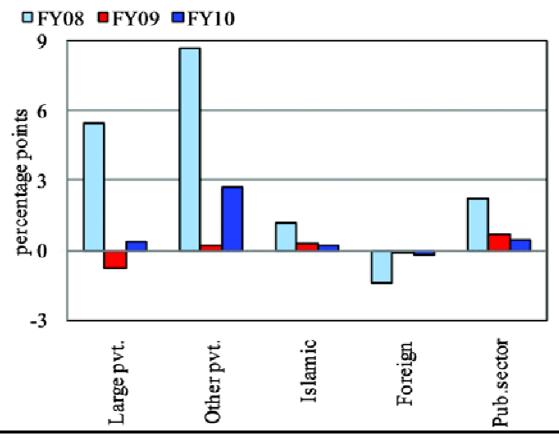

اوسط نمو سے خاصی پست لیکن مجموعی قرضے کے رجحان سے ہم آہنگ ہے۔اسی طرح سندھ میں 09ء کے دوران 48.8 ارب روپے کے قرضے دیئے گئے اور اس کے قرضوں میں 3.8 فیصد نمو ہوسکی جبکہ گذشتہ پانچ برسوں کے دوران ان میں 23.7 فیصد کی اوسط نمو ہوئی ہے (دیکھئے **جدول 4.4**)۔

مالی سال10ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قرضوں کے استعمال میں بہتری دیکھنے میں نہیں آئی۔تاہم ستمبر 09ء کے بعد قرضوں میں کچھ اضافہ ہوا جس کا اہم سبب بعض شعبوں کی موسمی مالکاری کی ضروریات تھیں۔ان شعبوں میں قرضوں کی واپسی کی صلاحیت کافی بہتر رہی اور دوسری سہ ماہی میں موسمی مالکاری کے لیے حاصل کیے جانے والے قرضے وقت سے پہلے واپس کردیے گئے۔اس طرح مالی سال10ء کی دوسری ششماہی کے دوران قرضوں کی نمو میں سست روی دیکھنے میں آئی ہے۔

نجی شعبے کے قرضوں کے اندر معین سرمایہ کاری قرضوں کی نمو مالی سال09ء کے 25.3 فیصد کی بلند سطح سے بہت گرگئی اور مالی سال10ء میں 8.4 فیصد پر آگئی جس کا اہم سبب سال کے دوران سیمنٹ، کھاد اور ریفائنریز کے شعبوں میں توسیعی منصوبوں کا پایہ تکمیل تک پہنچنا ہے۔اس کے مقابلے میں جاری سرمائے اور تجارتی قرضوں کی طلب نے مضبوطی کا مظاہرہ کیا اور مالی سال10ء میں ان کی نمو گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ رہی۔مالی سال10ء کے دوران جاری سرمائے اور تجارتی قرضوں میں دوبارہ اضافے کی وجوہات میں موسمی مالکاری اور بلند برآمدی حجم شامل ہیں۔

بینک وار تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرضوں میں نمو وسیع البنیاد تھی اور مالی سال10ء کے دوران مزید بینکوں نے اس میں حصہ لیا۔تاہم قرضوں میں ہونے والی بیشتر توسیع میں چار سب سے بڑے نجی بینکوں کا حصہ نہیں ہے (دیکھئے **شکل 4.12**)۔

اگرچہ چار سب سے بڑے نجی بینکوں کی قرض گاری میں گذشتہ برس کے مقابلے میں بہتری آئی ہے تاہم مالی سال10ء کے دوران قرضوں کی مجموعی نمو میں ان بینکوں کا حصہ پست سطح پر رہا۔اس کا اہم سبب دو بڑے نجکاری شدہ بینکوں کا غیرادا شدہ قرضوں میں اضافے کے باعث نئی قرض گاری کے متعلق محتاط رویہ ہے۔ان بینکوں نے نہ صرف یہ کہ نئی قرض گاری سے گریز کیا بلکہ اپنے واجب الادا قرضوں کی بازیابی کے لیے مستعد نگرانی بھی کی۔

مالی سال10ء کے دوران سرکاری شعبے کے قرضوں کی نمو میں کمی کا رجحان رہا جس کا اہم سبب قرضوں کی تقسیم میں کمی کے بجائے بعض اجناس کے قرضوں کی توقع سے پہلے واپسی اور سرکاری شعبے کے ایک سب سے بڑے بینک کے بجلی سے متعلق قرضوں کی میعادی مالکاری وثیقہ جات (ٹی ایف سیز) میں منتقلی ہے۔

شعبہ جاتی تجزیہ

معاشی صورتحال میں بہتری کے ردعمل میں مالی سال10ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں کی نمو 2.7 فیصد رہی۔تاہم اس کے مقابلے میں مالی سال10ء کے دوران صارفی قرضوں میں 11.7 فیصد کمی ہوئی۔دوسری جانب کاروباری شعبے کے قرضوں میں گذشتہ برس کے مقابلے میں کچھ بہتری آئی ہے لیکن یہ اب بھی مالی سال08ء کی سطح سے خاصا نیچے ہیں۔

مالی سال10ء کے دوران تجزیہ بلحاظ مقصد معین سرمایہ کاری قرضوں کی طلب میں نمایاں سست روی کو ظاہر کرتا ہے جبکہ جاری سرمائے کے قرضے اور تجارت سے متعلقہ قرضوں میں

بہتری آئی ہے (دیکھئے **شکل 4.13**)۔ خصوصاً جاری سرمائے کی قرضہ جاتی سرگرمیوں میں ستمبر تا جنوری مالی سال10ء کے دوران تیزی آئی اور اس وقت بینکوں نے چینی، چاول اور کپاس جیسی اجناس کی موسمی خریداری کی طلب پورا کرنے کے لیے135.5 ارب روپے فراہم کیے (دیکھئے **شکل 4.14**)۔ دوسری جانب تجارتی مالکاری میں 7.2 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا ہے جو مالی سال09ء میں 2.5 فیصد تھا۔ اس اضافے کا سبب سیمنٹ، بجلی، کامرس و تجارت کے لیے درآمدی مالکاری میں اضافہ ہے۔ اس کے مقابلے میں مالی سال 10ء کے دوران برآمدی مالکاری اسکیم کے قرضے سست روی کا شکار رہے جس کا سبب ٹیکسٹائل شعبے کی پست طلب ہے۔

شکل 4.13: نجی شعبے کی مالکاری کی مختلف اقسام کا رجحان

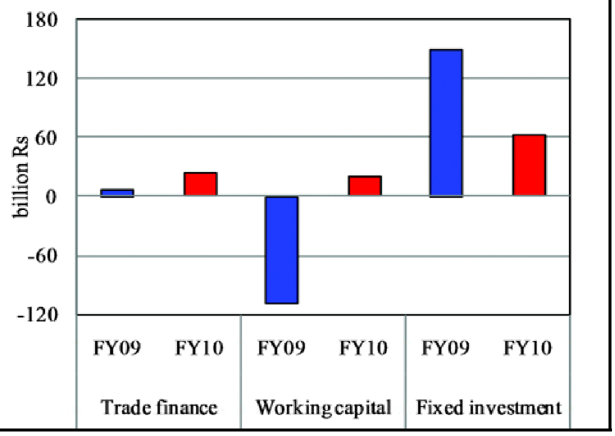

تجارتی قرضوں میں کرنسی کے لحاظ سے تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ مالی سال10ء کی پہلی ششماہی کے دوران ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں تیزی سے تخفیف کے باعث تاجروں نے اپنے غیر ملکی کرنسی کے مہنگے قرضوں کو واپس کر دیا اور ان کا تبدل ای ایف ایس کے زراعانت پر مبنی قرضوں سے کیا۔ اس کے مقابلے میں مالی سال 10 کی دوسری ششماہی میں قدرے مستحکم شرح مبادلہ کے ساتھ ساتھ ای ایف ایس کی شرح[11] میں مسلسل اضافے نے تاجروں کے لیے غیر ملکی کرنسی کے قرضوں کو پرکشش بنا دیا۔ اس کے نتیجے میں سال کے دوسری ششماہی میں غیر ملکی کرنسی کے قرضوں کی طلب ایک بار پھر بڑھ گئی (دیکھئے **شکل 4.15**)۔

شکل 4.14: متعلقہ موسموں میں موسمی مالکاری

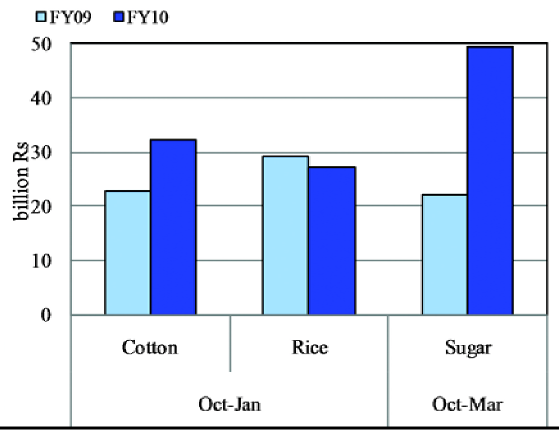

اشیا سازی

مالی سال10ء کے دوران اشیا سازی کے قرضوں میں 2.6 فیصد نمو ہوئی جو مالی سال 09ء میں ریکارڈ کی جانے والی سات سال کی پست ترین سطح سے کچھ زیادہ ہے۔

مزید برآں اشیا سازی کے شعبے کے قرضوں کی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال10ء کے دوران قرضوں کے استعمال میں اضافہ تجارتی مالکاری اور معین سرمایہ کاری کے زمروں میں ہوا۔ خصوصاً مالی سال10ء کے دوران قرضوں میں ہونے والے مجموعی اضافے میں ان دونوں زمروں کا حصہ 88.2 فیصد بنتا ہے جس میں ان کا حصہ مساوی ہے۔ جاری سرمائے کے قرضوں میں بھی بحالی دیکھنے میں آئی ہے اور مالی سال10ء میں ان کی نمو مثبت رہی جبکہ مالی سال09ء میں اس میں 7.5 فیصد کمی ہوئی تھی۔

شکل 4.15: ملکی و غیر ملکی کرنسی میں تجارتی قرضے (مجموعی بہاؤ)

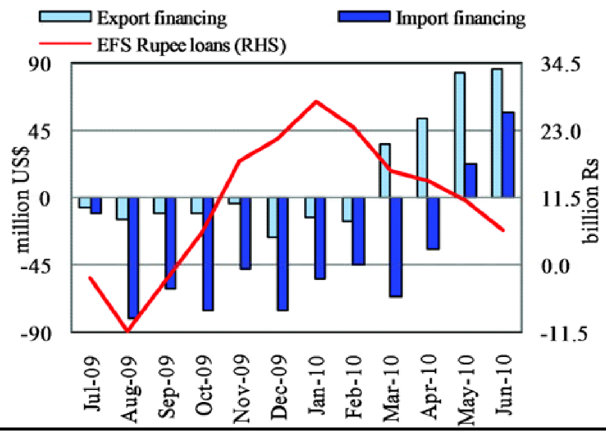

غذا اور مشروبات

مالی سال10ء کے دوران غذا و مشروبات کے قرضوں میں 5.3 فیصد اضافہ ہوا

11 آئی ایم ایف کی شرط پوری کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے برآمدی مالکاری اسکیم کے قرضوں کے زراعانت پر شرح قرض گاری میں بتدریج اضافہ کیا۔

ہے جو گذشتہ برس ہونے والی 5.9 فیصد نمو سے تھوڑا کم ہے۔ اس میں جاری سرمائے اور تجارتی قرضوں کا اہم حصہ ہے جنہیں چینی و مشروبات کے شعبے میں مالکاری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے حاصل کیا گیا تھا۔ اس کے مقابلے میں غذا و مشروبات کے تقریباً تمام اہم زمروں کے معین سرمایہ کاری قرضے میں کمی ہوئی ہے اور سب سے زیادہ کمی تیل اور گھی کے شعبے میں دیکھی گئی ہے۔

شکل 4.16: شکر کے شعبے کے جاری سرمائے کے قرضے

چینی کی پیداوار اور نرخ

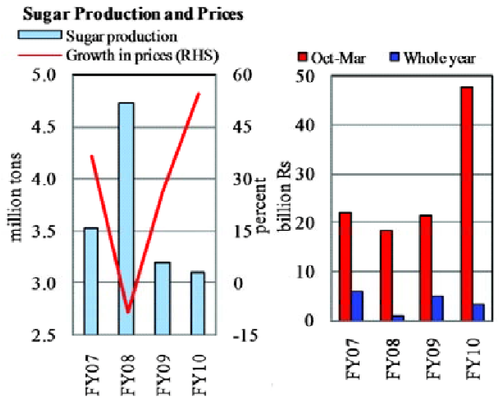

مالی سال 10ء کے دوران چینی کے شعبے کے قرضوں کی نمو میں کمی کی وجوہات یہ ہیں: (الف) زیادہ تر شکر ملوں نے گنے کی دستیابی کی پست سطح کے باعث اپنی پوری پیداوار گنجائش کے مطابق کام نہیں کیا جس کے نتیجے میں معین سرمایہ کاری قرضوں کی طلب کم ہوگئی (ب) اکتوبر تا مارچ مالی سال 10ء کے دوران چلن کاری کے موسم میں جاری سرمائے کے قرضوں میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا جنہیں مہنگے گنے کی سرکاری خریداری کے لیے استعمال کیا گیا۔ تاہم سمعی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ منڈی کے عمدہ نرخوں نے شکر ملوں کو مالی سال 10ء کے دوران لیے گئے بیشتر قرضوں کو بروقت واپس کرنے کی ترغیب دی۔ اس کی عکاسی مالی سال 10ء کے دوران گذشتہ سال کے مقابلے میں جاری سرمائے کے قرضوں میں کمی سے ہوتی ہے (دیکھیے **شکل 4.16**)۔

اسی طرح مالی سال 10ء کے دوران خوردنی تیل و گھی کے شعبے کے قرضوں میں مسلسل دوسرے سال کمی کا رجحان رہا۔ اس کے مجموعی قرضوں میں ہونے والی کمی میں معین سرمایہ کاری قرضوں کا حصہ زیادہ ہے جبکہ جاری سرمائے اور تجارتی قرضوں کی طلب معدوم رہی۔

اس کے مقابلے میں مالی سال 10ء کے دوران مشروبات شعبے کے قرضوں میں تیزی سے اضافہ ہوا اور اس میں 57.4 فیصد نمو ریکارڈ کی گئی۔ اس میں بڑا حصہ جاری سرمائے کے قرضوں کا ہے جبکہ تجارتی مالکاری کے ساتھ ساتھ معین سرمایہ کاری کی شرکت بھی مثبت رہی۔

ٹیکسٹائلز

ٹیکسٹائل کے اشیا سازوں کی طلب میں کمی (جو مالی سال 09ء کی دوسری ششماہی میں شروع ہوئی) کے رجحان میں مالی سال 10ء کے دوران مثبت تبدیلی دیکھی گئی ہے۔ ہر مہینے میں اس کے قرضوں میں خالص واپسی کی گئی ہے۔[12] ٹیکسٹائل شعبے کے قرضوں کے منفی رجحان میں تبدیلی کا سبب اسٹیٹ بینک کی جانب سے طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف)[13] کے باعث سرمایہ کاری کا دوبارہ ابھرنا ہے (دیکھیے **شکل 4.17** اور **4.18**)۔ زیر جائزہ مدت کے دوران تجارتی مالکاری کا بھی اس مثبت رجحان میں حصہ رہا ہے۔

شکل 4.17 (الف): ٹیکسٹائل کے شعبے کو قرضے

(ب): ٹیکسٹائل کے شعبے کے تحرکات (جولائی تا مئی)

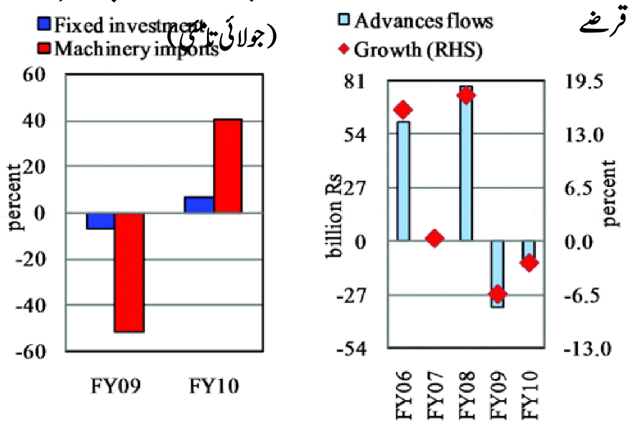

تفصیلی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 09ء کی طرح جب ٹیکسٹائل صنعت کے تمام ذیلی شعبوں میں قرضوں کی خالص واپسی کا عمل جاری تھا، مالی سال 10ء کی دوسری ششماہی میں بھی ان قرضوں کی واپسی میں بڑا حصہ اسپننگ کے شعبے کا

12 ماہانہ تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹیکسٹائل شعبے کے قرضوں میں مسلسل 16 مہینوں تک کمی ہوتی رہی۔

13 اسٹیٹ بینک نے استعمال شدہ ٹیکسٹائل مشینری کی درآمد کے لیے نو مالکاری سہولت میں جون 2010ء تک توسیع کر دی (ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر لیٹر نمبر 03، 2010ء)۔

شکل 4.18: ٹیکسٹائل کے شعبے کی معین سرمایہ کاری میں نمو

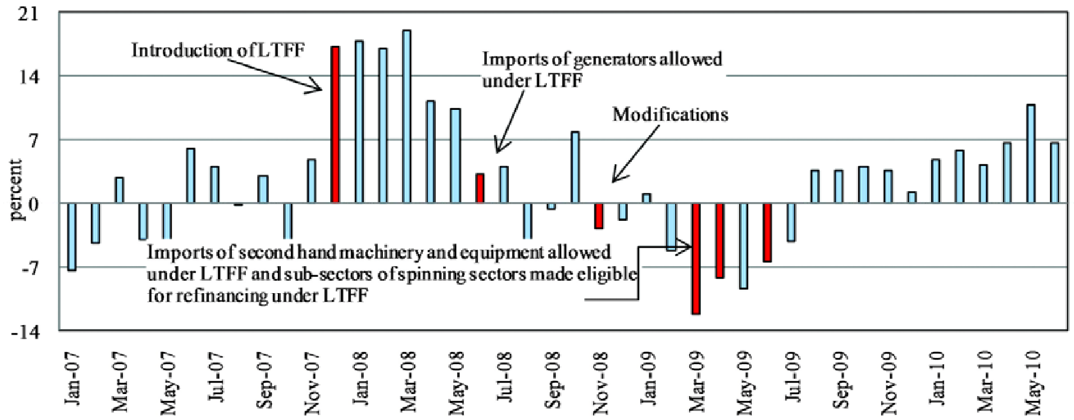

ہے (دیکھیے شکل 4.19)۔ یہ ٹیکسٹائل صنعت میں دیکھے جانے والے موسمی رجحان سے ہم آہنگ ہے اور موجودہ موسم کے دوران دھاگے کی بلند برآمدات سے بہتر نفع یابی کے باعث اس میں تیزی پہلے سے زیادہ ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسپننگ کے شعبے سے قرضوں کی طلب میں اضافے کا سبب کپاس کے بلند ملکی نرخ اور پیداوار میں اضافہ ہے۔[14] خصوصاً مالی سال 10ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اسپننگ کے قرضے میں 18.6 فیصد اضافہ ہوا ہے جو گذشتہ موسم میں 11.6 فیصد تھا۔ مقصد وار اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 10ء کی دوسری ششماہی کے دوران قرضوں کے استعمال میں ہونے والا تقریباً تمام اضافہ مالی سال 10ء کی دوسری ششماہی کے دوران جاری سرمائے کے قرضوں میں ہوا ہے۔

شکل 4.19: ٹیکسٹائل کے شعبے کے قرضوں کا نمو میں حصہ

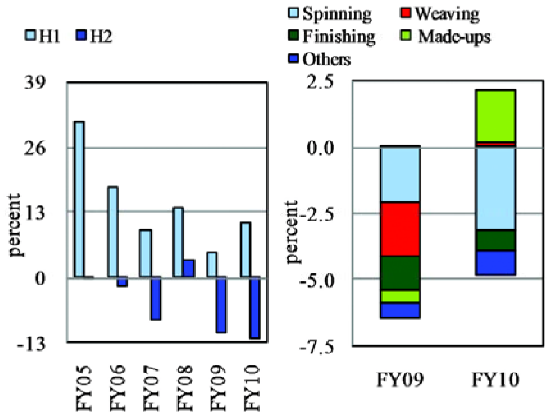

اسپننگ کے شعبے کی جانب سے حاصل کردہ قرضے کے مقابلے میں مالی سال 10ء کے دوران سوتی دھاگے کی برآمدات میں اضافے کے باوجود اس کی بڑے پیمانے کی پیداوار میں 3.4 فیصد کمی آئی ہے۔ پیداوار اور برآمدات کے مابین فرق ایل ایس ایم اشاریہ کوریج ایشو کا نتیجہ ہے کیونکہ عالمی قلت کے باعث کپاس کے نرخوں میں موافق اضافے کی وجہ سے چھوٹے پیمانے کے اشیا سازوں کا اس کی برآمدات کو بڑھانے میں اہم کردار ہو سکتا ہے۔

خریداری کے موسم (دوسری سہ ماہی) کے بعد قرضوں کی واپسی میں اگلی سہ ماہیوں کے دوران بھی تیزی دیکھنے میں آئی ہے جس کا سبب مالی سال 10ء کی دوسری ششماہی میں قرضوں کے استعمال میں اضافہ ہو سکتا ہے اور اسپننگ کی صنعتوں کے بہتر مارجنز نے بھی انہیں جاری مالکاری کے قرضے واپس کرنے میں مدد دی ہے (دیکھیے شکل 4.20)۔

شکل 4.20: ٹیکسٹائل کے شعبے کے قرضوں میں نمو

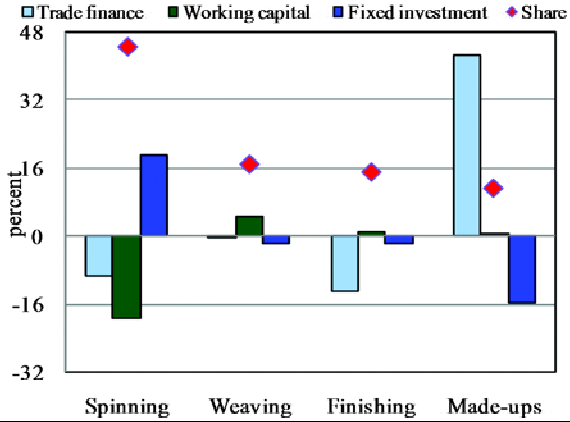

[14] مالی سال 10ء کے دوران کپاس کی پیداوار کا تخمینہ ایک کروڑ 27 لاکھ گانٹھیں لگایا گیا ہے جبکہ یہ مالی سال 09ء میں ایک کروڑ 18 لاکھ گانٹھیں رہی تھی۔

کھاد

م س10ء کے دوران کھاد کی صنعت کے قرضوں کی نمو (26.5 فیصد) میں جاری مالکاری کی طلب اور درآمدی ضروریات نے اہم کردار ادا کیا (دیکھئے **شکل 4.21**)۔ تاہم یہ نمو م س09ء سے کم ہے جس کی وجہ معین سرمایہ کاری ضروریات کی پست سطح ہے کیونکہ دو نئے پلانٹس کی تکمیل آخری مراحل میں ہے۔[15]

تاہم اس کی درآمدات میں اضافے کا سبب ملکی پیداوار میں سست روی اور ڈی اے پی کا نامناسب ملکی ذخیرہ ہے۔ سمعی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ درآمد کنندگان نے عالمی قیمتوں میں اضافے سے فائدہ اٹھانے کے لیے اس کے ذخائر میں اضافہ کردیا تھا۔

شکل 4.21: کھاد کے قرضوں میں تبدیلی

کھاد کی پیداوار اور قرضے

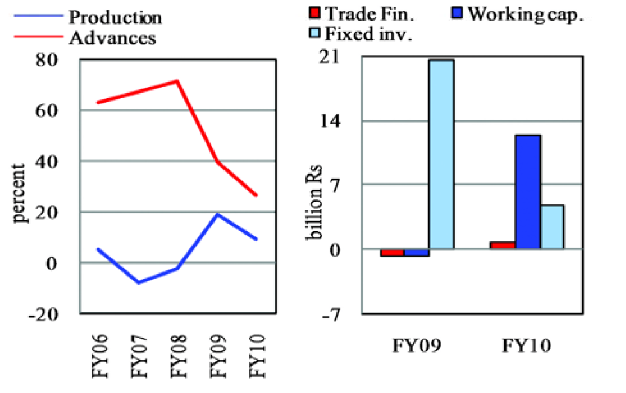

سیمنٹ

مالی سال 10ء کے دوران سیمنٹ کی صنعت کے قرضے خاصی سست روی کا شکار رہے اور ان میں 1.1 فیصد نمو ہوئی جو مالی سال 09ء میں 11.3 فیصد کی بلند سطح پر تھی۔ قرضوں میں اتنی زیادہ کمی سیمنٹ کی پیداوار کے بالکل برعکس ہے کیونکہ جولائی تا مئی مالی سال 10ء کے دوران اس کی پیداوار میں 9.6 فیصد نمو ہوئی ہے۔

سیمنٹ کی صنعت کے قرضوں کا مقصدوار تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ مالی سال 10ء کے دوران تعمیراتی سرگرمیوں کی بحالی کے باعث ملکی طلب کو پورا کرنے کے لیے جاری سرمائے کے قرضے لیے گئے۔[16] اگرچہ سیمنٹ کی برآمدات میں 17.6 فیصد کمی ہوئی تاہم سیمنٹ بنانے والی صنعتوں نے عالمی طلب کو پورا کرنے کے لیے ای ایف ایس کے تحت رعایتی مالکاری بھی حاصل کی ہے۔[17] لیکن پاکستانی سیمنٹ کی عالمی طلب میں کمی دیکھنے میں آئی ہے جس کی وجوہات یہ ہیں: (الف) متحدہ عرب امارات میں تعمیراتی سرگرمیوں میں سست روی اور (ب) سعودی عرب کی جانب سے سیمنٹ کی برآمدات پر پابندی کا خاتمہ۔ مالی سال 10ء کے دوران سیمنٹ کی صنعت کے معین سرمایہ کاری قرضوں میں کمی مالی سال 09ء میں پیداواری گنجائش بڑھانے کے منصوبے کے یکبارگی اثر کا نتیجہ تھی (دیکھئے **شکل 4.22**)۔

شکل 4.22: سیمنٹ کی صنعت کے قرضوں کا بہاؤ

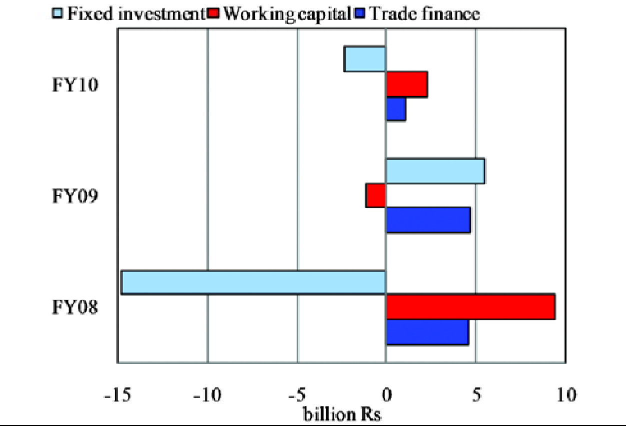

بنیادی دھاتیں

مالی سال 10ء کے دوران دھاتی صنعتوں کے قرضوں میں سست روی کا رجحان مسلسل دوسرے سال بھی جاری رہا۔ مقصدوار اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ دھاتی صنعتیں عام طور پر تجارت وسرمایہ کاری کے زمروں میں قرضے لیتی ہیں۔ مالی سال 10ء کے دوران درآمدی مالکاری میں معمولی اضافہ ہوا ہے جبکہ مالی سال 09ء میں 1.2 ارب روپے کے قرضے واپس کیے گئے تھے۔ یہ تعمیراتی صنعت کی بحالی کے برعکس ہے کیونکہ اس صنعت میں لوہے اور فولاد کو اہم خام مال کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جبکہ جولائی تا مئی مالی سال 10ء میں

15 مالی سال 10ء کے دوران کھاد کی صنعت کے لیے طویل مدتی مالکاری میں تیزی سے کمی آئی ہے کیونکہ مارچ 2010ء میں کھاد کی ایک کمپنی نے کام کا آغاز کردیا ہے۔ مستقبل میں کھاد کے شعبے کی معین سرمایہ کاری میں مزید کمی کی توقع ہے کیونکہ آخر اکتوبر 2010ء تک اس صنعت کی پیداواری استعداد میں توسیع کا ایک اور منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

16 مالی سال 10ء کے دوران تعمیراتی سرگرمیوں میں 15.3 فیصد کی صحت مند نمو ہوئی ہے جبکہ گذشتہ دو برسوں سے اس میں کمی کا رجحان تھا۔ مالی سال 10ء کے دوران ملکی ترسیل میں 14.6 فیصد کا اضافہ ہوا ہے (ماخذ: اے پی سی ایم اے)۔

17 مقدار کے لحاظ سے سیمنٹ کی برآمد میں 2.6 فیصد نمو ہوئی۔ تاہم سیمنٹ کی اکائی قدر بہت زیادہ گرنے کے باعث مالی سال 10ء کے دوران اس کی برآمدات میں 17.6 فیصد کمی ہوگئی۔

ان کی پیداوار میں کمی آئی ہے۔ خام مال کی طلب کو ممکنہ طور پر جہاز شکنی کی صنعت سے پورا کیا گیا جس میں جہازوں کی درآمد جولائی تا مارچ مالی سال 10ء کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں دگنی ہوگئی تھی۔[18]

مال برداری، ذخیرہ کاری اور مواصلات

مالی سال 10ء کے دوران اس شعبے کے قرضوں کی طلب میں بحالی دیکھی گئی اور اس کی نمو 9.2 فیصد رہی جبکہ مالی سال 09ء میں اس میں تیزی سے کمی ہوئی تھی۔ اس بہتری کا ایک سبب ٹیلی مواصلات شعبے کی جانب سے حاصل کردہ مالکاری تھی۔ اس زمرے کے قرضوں میں ہونے والے اضافے میں ٹیلی مواصلات کی صنعت کا حصہ 87.2 فیصد تھا۔

زمرے کے لحاظ سے اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ معین سرمایہ کاری قرضوں میں تیزی سے کمی ہوئی جو ٹیلی مواصلات کے شعبے میں انجذاب کا نتیجہ ہوسکتی ہے جس کی عکاسی آخر دسمبر 2009ء تک ٹیلی ڈینسٹی کے بڑھ کر 63.5 فیصد تک پہنچنے سے ہوتی ہے۔[19] مزید برآں ٹیکسوں کی پیچیدہ ساخت نے بھی ٹیلی مواصلاتی فرموں کی نفع یابی کو متاثر کیا ہے اور وہ اسی وجہ سے اپنے نیٹ ورکس کو توسیع دینے سے قاصر رہیں۔[20] تاہم مالی سال 10ء کی دوسری ششماہی کے دوران ٹیلی مواصلات کی صنعت نے روزمرہ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے جاری سرمائے کی مالکاری حاصل کی جس کا سبب صنعت کے مارجنز کا سکڑنا ہوسکتا ہے۔

کامرس اور تجارت

صنعتی سرگرمیوں کی بحالی اور تجارتی حجم میں بہتری کے نتیجے میں کامرس اور تجارت کے شعبوں میں قرضوں کی طلب میں تیزی دیکھنے میں آئی ہے۔ مالی سال 10ء کے دوران اس شعبے کی جانب سے حاصل کردہ مالکاری میں 1.7 فیصد کمی آئی ہے جبکہ خردہ تجارت میں 8.8 فیصد اضافہ ہوا جو معیشت میں طلب کے باعث ہونے والی بحالی سے ہم آہنگ ہے۔

تعمیرات

تعمیراتی سرگرمیوں میں خاطر خواہ نمو کے باوجود اس شعبے کو دیئے گئے قرضے اپنی رفتار برقرار نہیں رکھ سکے اور مالی سال 10ء میں ان میں 5.5 فیصد کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ بینکاری نظام سے مالی اعانت کے بغیر تعمیراتی سرگرمیوں میں بلند نمو کا سبب اس شعبے میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کا بڑھنا ہے۔ مالی سال 10ء کے دوران اس شعبے کی نمو میں 9.8 فیصد اضافہ دیکھا گیا ہے جو گذشتہ برس 4.6 فیصد تھا۔ مزید برآں سمعی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ضمانتوں کی قدر میں کمی کے باعث بینکوں نے پرخطر رہائشی منصوبوں کے لیے مالکاری کی فراہمی میں احتیاط سے کام لیا ہے۔

بجلی

اگرچہ دیگر شعبوں کے قرضہ جاتی انکشاف میں اضافہ بجلی اور اس سے متعلقہ صنعتوں کے قرضوں میں کمی کا باعث بنا ہے تاہم اب بھی مجموعی قرضوں میں اس کا حصہ خاصا بڑا ہے۔ گذشتہ برس کی طرح بجلی کے شعبے کے قرضوں کی نمو میں تیزی دیکھی گئی اور اس کا زیادہ تر حصہ پاور پالیسی 2002ء کے تحت طویل مدتی منصوبہ جاتی مالکاری پر مشتمل ہے۔

ریفائنریز

مالی سال 10ء کے دوران ریفائنریز کے قرضوں میں 23 فیصد اضافہ ہوا جس میں بڑا حصہ جاری سرمائے کے قرضوں کا ہے جبکہ معین سرمایہ کاری میں تیزی سے کمی آئی ہے۔ ریفائنریز کی کارکردگی مایوس کن رہی اور بیشتر نے پورے مالی سال 10ء کے دوران اپنی سہولت کے مطابق کام کیا ہے لیکن اس کے باوجود اس شعبے کے قرضوں میں اضافہ ہوا ہے۔ گردشی قرضوں کے باعث ریفائنریز کو درپیش سیالیت کی مشکلات کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں ریفائننگ کے مارجنز میں کمی اس صنعت کے معین سرمایہ کاری قرضوں میں کمی کا باعث بنی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے معین سرمایہ کاری قرضوں میں کمی کے باوجود گردشی قرضوں کے مسئلے کی وجہ سے جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب بڑھی ہے۔

---

18 تجارتی اعداد و شمار کے مطابق جولائی تا مارچ مالی سال 10ء کے دوران درآمد کردہ بحری جہازوں کی تعداد 100 تھی جو مالی سال 09ء کی اسی مدت میں 42 تھی۔

19 www.pta.gov.pk

20 دو اہم موبائل فون آپریٹرز نے کچھ تصریحی اخراجات کے باعث اپنے موبائل نمبروں کا استعمال ترک کردیا تھا (ماخذ: پی ٹی اے)۔

ملکی پائیدار اشیا

مالی سال09ء میں مایوس کن کارکردگی کے بعد مالی سال10ء کے دوران ملکی پائیدار اشیا کی صنعت میں بحالی آئی ہے اور یہ مثبت صورتحال کی عکاسی کرتی ہے۔سال کے دوران صارفین کی قوت خرید میں بہتری کے باعث ملکی پائیدار اشیا کی طلب میں اضافہ ہوااوراس صنعت کی نمو17.8 فیصد رہی جبکہ اس میں گذشتہ برس23.1 فیصد کمی ہوئی تھی۔اس کے نتیجے میں مالی سال10ء کے دوران بینکوں کی مالکاری کی طلب میں16.6 فیصدنمو ہوئی جبکہ مالی سال09ء میں21.4 فیصد کمی ہوئی تھی۔ملکی پائیدار اشیا کی صنعت میں حاصل کی جانے والی قرض گیری کے بڑے حصے کوتوسیعی منصوبوں کے لیے استعمال کیا گیا اگرچہ مالی سال10ء کے دوران اس کی رفتار میں کمی آئی ہے۔مزید برآں مالی سال10ء میں تجارتی قرضوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

صارفی قرضے

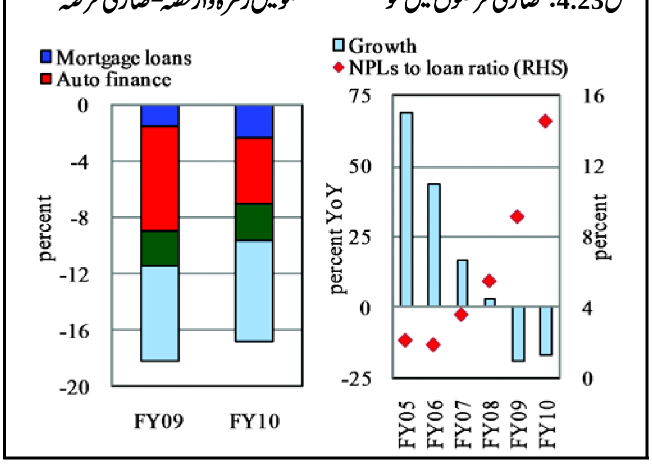

شکل4.23: صارفی قرضوں میں نمو

مالی سال10ء کے دوران صارفی قرضوں کی نمو میں کمی کا رجحان مسلسل دوسرے سال بھی جاری رہا اوراس میں16.9 فیصد کی کمی ہوئی (دیکھئے **شکل 4.23**)۔ مالی سال09ء کی طرح، صارفی مالکاری میں کمی گرانی کے دباؤ میں اضافے کا نتیجہ ہے جو صارفین کی آمدنی میں کمی کا باعث بنے ہیں۔رسدی حوالے سے گذشتہ چند برسوں کے دوران بڑھتے ہوئے غیر اداشدہ قرضوں کے باعث بینکوں نے صارفی مالکاری کے پرخطر شعبے میں قرضے دینے میں احتیاط سے کام لیا ہے(غیر اداشدہ قرضوں کا سیکشن دیکھئے)۔

اشیا سازوں کی لاگت[21] بڑھنے کے باعث کاروں کی قیمتوں میں اضافہ مالی سال10ء کے دوران کار مالکاری کی طلب کو محدود کرنے کا باعث بنا ہے۔رہن قرضوں کی طلب میں کمی کا سبب بلند شرح سود اور گرانی ہے۔

4.3 زری اور بینکاری اظہاریے

4.3.1 زری اظہاریے

مالی گہرائی اور منتظمین کی سیالیت کے متعلق ترجیحات کا کردار:

زر2اور خام ملکی پیداوار کے تناسب کو مالی نظام کی گہرائی جانچنے کا اظہاریہ سمجھا جاتا ہے جس کے تحت معیشت کے حقیقی شعبے کے مقابلے میں مالی اثاثوں کے حجم کی پیمائش کی جاتی ہے۔ زر2اور جی ڈی پی کا بڑھتا ہوا تناسب مالی نظام کی ترقی کی سطح کو ظاہر کرتا ہے اوراس طرح معیشت میں وساطت کی حد کا پتہ چلتا ہے۔مالی سال10ء کے دوران زری گہرائی کے اس پیمانے میں کمی کا رجحان جاری رہا۔اگرچہ بظاہر اس میں کمی کی رفتار میں اعتدال آیا ہے تاہم اس میں گذشتہ برس ہونے والی کمی بہت زیادہ تھی۔خصوصاً مالی سال09ء میں ہونے والی کمی کی وجوہات یہ ہیں:(الف)اسٹینڈ بائی ارینجمنٹ (ایس بی اے) کے باعث آئی ایم ایف کی شرائط کے نتیجے میں زر2 میں سست روی اوراسٹیٹ بینک کی جانب سے زری پالیسی میں سختی اور(ب)نامیہ جی ڈی پی کی توسیع شدہ سطح۔[22] تاہم گرانی میں خاطر خواہ کمی کے باوجود یہ سکڑاؤ دیکھنے میں آیا ہے اوراسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ میں نرمی سے گذشتہ دو برسوں سے زری گہرائی میں کمی کے ساتھ ساتھ زری واجبات کے اجزا میں بھی تبدیلی ہوئی ہے اوران کا رخ امانتوں کے بجائے دوسری سمت ہو گیا ہے(دیکھئے **شکل 4.24**)[23]

21 مالی سال10ء کے دوران جاپانی ین کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں12 فیصد تخفیف کے باعث پیداواری لاگت بڑھی ہے۔

22 اسٹیٹ بینک نے مالی سال09ء کی پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران مجموعی طور پر پالیسی ریٹ میں300 بیسس پوائنٹس کی کمی کی تھی۔زری نرمی کا عمل21 اپریل09ء سے شروع ہوااور پالیسی ریٹ میں100 بیسس پوائنٹس کی کمی کی گئی۔

23 اسٹیٹ بینک نے مالی سال 10ء کے دوران اپنے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر150 بیسس پوائنٹس کمی کی تھی۔17 اگست09ء کو100 بیسس پوائنٹس اور 25 نومبر09ء کومزید50 بیسس پوائنٹس کمی کی گئی۔تاہم مالی سال10ء کے بقیہ تین فیصلوں میں پالیسی ریٹ میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی اور یہ12.5 فیصد کی سطح پر رہا۔

شکل 4.24: سیالیت کی ترجیحات اور زر کی تخلیق

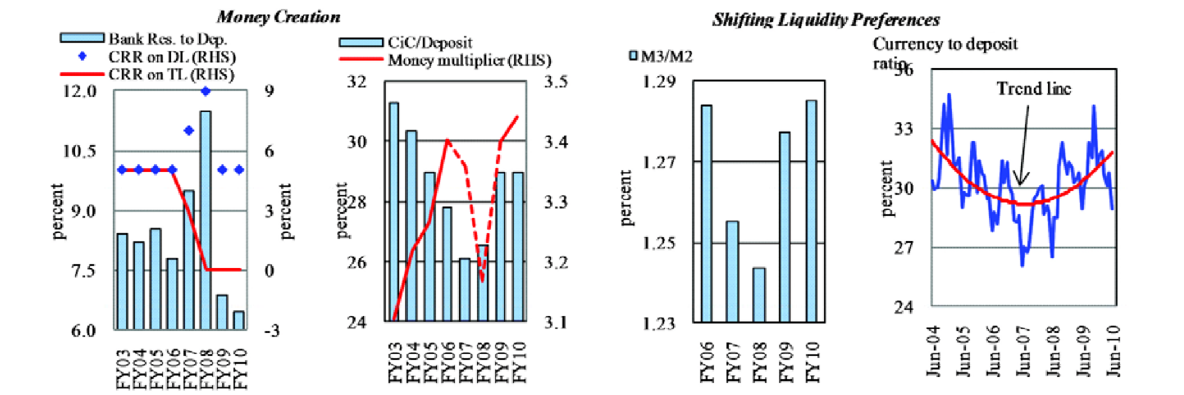

علاقائی تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں کرنسی ہولڈنگ اور زر2 کا تناسب بلندترین سطح پر ہے اور اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ علاقائی ملکوں کی صورتحال سے مختلف ہے جہاں زری گہرائی نے ترجیحی طور پر زری اثاثوں کو امانتوں کے طور پر رکھنے میں مدد دی ہے اور کرنسی کا کردار محدود ہوتا جا رہا ہے (دیکھئے **جدول 4.5**)۔

جدول 4.5: علاقائی زری اظہاریے

فیصد	زر2 اور جی ڈی پی کا تناسب			کرنسی اور زر2 کا تناسب			ضارب زر		
	2007ء	2008ء	2009ء	2007ء	2008ء	2009ء	2007ء	2008ء	2009ء
بنگلہ دیش[1]	48.8	49.8	53.4	15.2	14.8	13.5	4.5	4.5	4.7
ملائیشیا	124.6	122.3	146.7	5.3	5.3	5.2	12.5	13.2	18.0
پاکستان[2]	45.8	40.3	39.4	20.9	22.4	22.4	3.2	3.4	3.4
سنگاپور	115.1	125.2	144.1	5.6	5.7	5.4	10.6	9.8	10.2
سری لنکا	32.1	29.1	31.8	12.8	12.1	11.8	4.3	4.8	5.1
ترکی	40.8	45.9	51.7	8.0	7.3	7.8	5.2	5.1	5.8

ماخذ: آئی ایم ایف بین الاقوامی مالیاتی شماریات اور مرکزی بینکوں کی ویب سائٹس

[1] مالی سال آخر جون۔

[2] یہ اعداد و شمار آخر جون م س 08ء، 09ء اور 10ء سے متعلق ہیں۔

تاہم پاکستان میں بینکاری نظام کے استعمال سے منسلک بڑھتی ہوئی لاگت یعنی امانتوں پر منفی حقیقی منافع اور مالی لین دین پر ٹیکس کے بڑھتے ہوئے بوجھ نے بینکاری نظام کے استعمال کی حوصلہ شکنی کی ہے۔[24] مزید برآں بینکوں کو غیر بینک ذرائع سے امانتیں جمع کرنے میں بڑھتی ہوئی مسابقت کا سامنا ہے جس کی عکاسی زر3[25] اور زر2 کے تناسب خصوصاً قومی بچت اسکیموں سے ہوتی ہے۔

اس کے نتیجے میں مالی سال 07ء سے کرنسی و امانتوں کے تناسب میں اضافے کا رجحان ہے (دیکھئے **شکل 4.24**)۔ بینک امانتوں کے طور پر رکھے جانے والے زری اثاثوں کا پست تناسب بینک میں قرضہ تخلیق کرنے کی صلاحیت کو محدود کرنے کا باعث بنتا ہے اور علاقائی ملکوں کے مقابلے میں ضارب زر[26] کی پست سطح کا ایک اہم سبب ہے۔

بینکوں کو مالی سال 09ء میں خاصی امانتیں نکلوائے جانے کا سامنا کرنا پڑا۔ ستمبر اکتوبر 08ء میں سیالیت کے بحران کے ردعمل میں اسٹیٹ بینک نے مطلوبہ نقد محفوظ میں مجموعی طور پر 400 بیسس پوائنٹس کمی کر دی[27] جس سے بینکوں کی امانتوں کو بطور نقد محفوظ رکھنے کی شرح میں کمی اور ضاربِ زر میں تیزی سے اضافہ ہو گیا۔ تاہم، مالی سال 10ء کے دوران بینکوں

24 نقد رقوم نکالنے پر ودہولڈنگ ٹیکس یکم جولائی 05ء کو 0.1 فیصد تھا جسے 27 جون 08ء کو بڑھا کر 0.2 فیصد اور 27 اگست 09ء کو 0.3 فیصد کر دیا گیا۔ م س 11ء میں ٹیکس کے دائرے کو توسیع دی گئی اور اس میں تمام بیئرر وثیقہ جات شامل کر لیے گئے۔

25 زر3 زر کی رسد کا ایک اہم جز ہوتا ہے جس میں زر2 کے ساتھ ساتھ قومی بچت اسکیموں اور پوسٹ آفس کی امانتوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

26 ضاربِ زر، زر وسیع اور زر بنیاد کے تناسب پر مشتمل ہوتا ہے۔

27 اسٹیٹ بینک نے مالی سال 08-07ء کے دوران مطلوبہ نقد محفوظ میں مجموعی طور پر 400 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کیا۔ بعد ازاں 11 اکتوبر 2008ء کو طلبی واجبات میں 100 بیسس پوائنٹس، 18 اکتوبر 08ء کو 200 بیسس پوائنٹس اور یکم نومبر 09ء کو مزید 100 بیسس پوائنٹس کی کمی کی گئی۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ 10 اگست 07ء کو میعادی واجبات پر مطلوبہ نقد محفوظ ختم کر دیا گیا تھا۔

کی امانتوں کی بنیاد میں بحالی کے باوجود کرنسی اور امانتوں کے تناسب میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ضاربِ زر میں معمولی اضافہ ہوا جس کا سبب بینکوں کے بطور ذخائر رکھی جانے والی امانتوں کے تناسب میں کمی ہے۔

سیالیت کے لحاظ سے بینکوں کے کریڈٹ و امانتوں کے تناسب میں مالی سال 09ء کے مقابلے میں بہتری آئی ہے۔ اس کی توقع کی جا رہی تھی کیونکہ بینکوں کے قرضے کا بڑا حصہ حکومت کو خسارے کی مالکاری کے لیے فراہم کیا گیا۔[28] بینکوں سے حکومتی قرض گاری سمیت قرضوں کی مجموعی نمو مالی سال 10 کے دوران امانتوں کی نمو سے بلند سطح پر رہی ہے (دیکھئے **شکل 4.25**)۔

شکل 4.25: قرض و امانت کی نمو

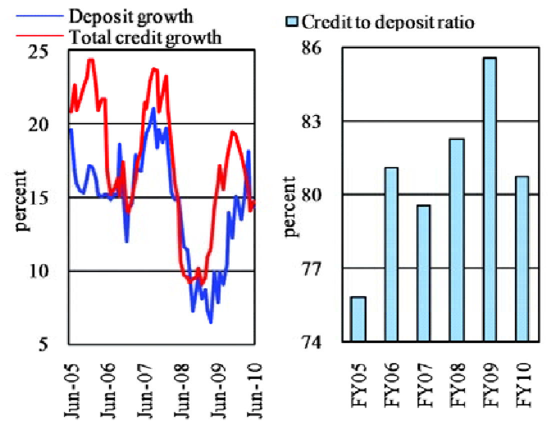

4.3.2 بینکاری اظہاریے[29]

09ء کے مقابلے میں بینکاری شعبے کی کارکردگی حقیقی شعبے کی سرگرمی کی بجائے بڑی حد تک بینکوں کے خطرے کی ترجیحات میں تبدیلی، بینک مالکاری کی مضبوط حکومتی طلب اور اسٹیٹ بینک کے ضوابط میں ترامیم کی عکاس ہے۔ قرضے کے لیے حکومت کی مضبوط طلب کے ساتھ ساتھ بینکوں کا خطرہ مول لینے سے گریز پر مبنی رویہ اور سرمائے کی بلند شرائط بینکاری نظام کی ادائیگی قرض کی صلاحیت اور نفع یابی میں بہتری کا باعث بنا ہے، جس کا اہم سبب محتاطیہ ضوابط ہیں۔

خطرہ مول لینے سے گریز: بینکوں کی ترجیحات میں تبدیلی اور ادائیگی قرض کی صلاحیت میں بہتری

09ء کے دوران اس شعبے کی ادائیگی قرض کی صلاحیت میں خاصی بہتری آئی ہے جس میں موزوں سرمائے اور خطرے پر مبنی کفایت سرمایہ کے اقدامات دونوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ خصوصاً بینکوں کی جانب سے اثاثوں کی پرخطر سرمایہ کاری سے گریز کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک کے کم از کم سرمائے کی شرائط[30] پر عملدرآمد کے باعث سرمائے کا ادخال نظام کی ادائیگی قرض کی صورتحال کو بہتر بنانے میں معاون ثابت ہوا۔ اس کے نتیجے میں شرح کفایت سرمایہ[31] میں 180 بیسس پوائنٹس کا تیز اضافہ ہوا اور یہ بڑھ کر 14 فیصد ہوگئی جو 10 فیصد کی ضوابطی شرط[32] سے خاصی زیادہ ہے (دیکھئے **شکل 4.26**)۔

شکل 4.26: بینکاری نظام میں ادائیگی قرض کی صلاحیت

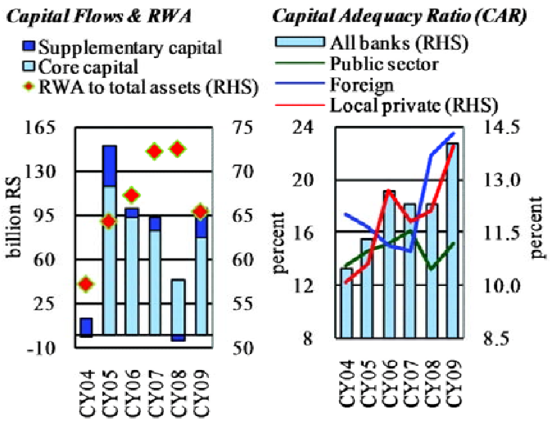

غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کے باعث بینکوں کے پرخطر قرض گاری سے گریز نے نجی شعبے کے قرضوں کی طلب کو محدود کر دیا اور حکومت کی جانب سے قرضے کی بڑھتی ہوئی طلب کا نتیجہ اثاثوں کی کم خطرے کے حامل اثاثوں میں منتقلی کی صورت میں برآمد ہوا۔ خصوصاً 09ء کے دوران بینکوں کی حکومتی وثیقہ جات میں سرمایہ کاری میں تیزی سے اضافے کے نتیجے میں خطرہ بہ وزن اثاثوں اور مجموعی اثاثوں کے تناسب میں کافی کمی آئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجموعی اہل سرمائے میں خاصا اضافہ ہوا ہے جس میں زیادہ اضافہ بنیادی سرمائے میں ہوا چونکہ بینکوں نے اپنے ذخائر کی بنیاد میں اضافے کے لیے بہتر نفع یابی کو بھی اس میں شامل کر دیا تھا (دیکھئے **شکل 4.26**)۔

28 اس تناظر میں قرضے میں حکومت کو اعانتِ میزانیہ کے لیے دی جانے والی قرض گیری کو منہا کرتے ہوئے بینک کے تمام قرضہ جات شامل ہیں۔ امانتوں میں حکومتی امانتوں سمیت صارفی امانتیں شامل ہوتی ہیں۔

29 اس سیکشن میں کیا جانے والا تجزیہ بینکوں کی سالانہ آڈٹ شدہ بیلنس شیٹ کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔

30 بینکوں کے لیے کم از کم مطلوبہ سرمایہ 08ء کے 5 ارب روپے سے بڑھا کر 09ء میں 6 ارب روپے کر دیا گیا۔ 2009 کا بی ایس ڈی سرکلر نمبر 07۔

31 09ء کے لیے بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ کو 9 فیصد سے بڑھا کر 10 فیصد کر دیا گیا۔ 2008 کا بی ایس ڈی سرکلر نمبر 30۔

32 شرح کفایت سرمایہ 07ء اور 08ء میں بالترتیب 12.3 فیصد اور 12.2 فیصد رہی۔

شکل 4.27: سیالیت کے اظہاریے **اثاثوں اور واجبات کی عرصیت میں عدم مطابقت**

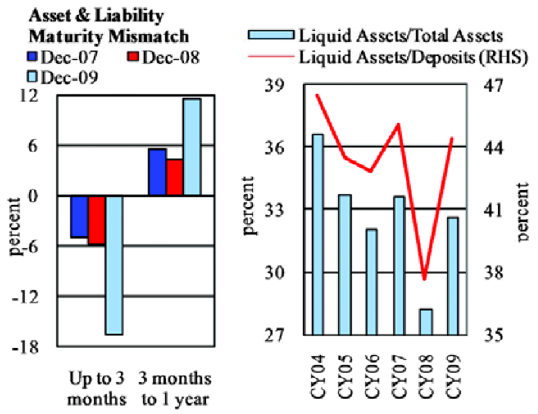

عرصیت میں عدم مطابقت لیکن سیالیت کی بہتر صورتحال

بینکوں کی جانب سے کم خطرے کے حامل اثاثوں کو ترجیح دینے کے ساتھ ساتھ سرمایہ و امانتوں دونوں کی عرصیت کے خاکے میں بھی تبدیلی آئی ہے۔اس نے بینکاری نظام کی سیالیت کے ساتھ ساتھ اس کی عرصیت کے خاکے پر بھی خاصا اثر ڈالا ہے۔حکومتی وثیقہ جات میں بھاری سرمایہ کاری سے نظام کی سیالیت کے خاکے میں بہتری آئی ہے جو 08ء میں سیالیت کے بحران کے بعد مضبوط بحالی کی عکاس ہے۔خصوصاً سیال اثاثوں کا حصہ بحران سے پہلے کی سطح پر پہنچ گیا ہے(دیکھئے **شکل 4.27**)۔

تاہم پالیسی ریٹ کے متعلق بازار کی توقعات بڑھ جانے اور زری نرمی کے آغاز[33] کے بعد بینکوں نے طویل مدتی ٹریژری بلز خصوصاً ششماہی اور بارہ ماہ کی عرصیت کے حامل بلز کو ترجیح دینا شروع کر دی۔اس کے ساتھ ساتھ بینکوں نے اپنی مجموعی امانتوں کی بنیاد میں قلیل مدتی امانتوں کے حصے میں اضافہ کیا۔اثاثوں اور امانتوں کی عرصیت میں یہ تبدیلی عرصیت کے فرق میں خاصی توسیع کا نتیجہ تھی۔[34]

عرصیت کا بڑھتا ہوا فرق بینکوں کے لیے سیالیت اور فنڈنگ کے خدشات کو بڑھا دیتا ہے۔اس فرق کے بڑھنے کا سبب بینکوں کی حکومتی وثیقہ جات کی مختلف مدتوں میں دلچسپی ہوسکتا ہے۔اثاثوں کے اس شعبے کی سیال نوعیت عرصیت میں عدم مطابقت کے باعث سیالیت کے بارے میں بڑھتے ہوئے خدشات کے تناظر میں اطمینان بخش معلوم ہوتی ہے۔

نفع یابی میں بہتری: محتاطیہ ضوابط میں تبدیلی کا اثر

بینکاری نظام کی نفع یابی دو برسوں تک مسلسل کمی کے بعد 08ء کے مقابلے میں 25.7 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 54.4 ارب روپے ہوگئی۔[35] حقیقی شعبے کی کارکردگی (خالص سودی مارجن اور بڑھتے ہوئے غیر ادا شدہ قرضوں) کو مدنظر رکھتے ہوئے بینکاری شعبے کی نفع یابی میں بہتری خاصی حیران کن معلوم ہوتی ہے جو اسٹیٹ بینک کی جانب سے محتاطیہ ضوابط میں ترامیم[36] کا نتیجہ ہے۔خصوصاً تموین سے متعلق رقوم کی پست سطح کے باعث اخراجات میں تیزی سے کمی نے منافع کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔اگر تموین کے اخراجات کو منہا کر دیا جائے تو منافع کی نمو میں 1.4 فیصد کمی آجائے گی (دیکھئے **شکل 4.28**)۔[37]

محتاطیہ ضوابط میں ترامیم نے بینکوں کو ضمانت کی قیمت فروخت لازم کے ایک حصے کو مضر اثاثوں کی تموین کے لیے استعمال میں لانے کے قابل بنایا۔اس کے نتیجے میں بینکوں کی جانب سے خام آمدنی کے مقابلے میں تموین کے لیے مختص کی جانے والی رقم میں کمی کر دی گئی۔09ء میں تموین سے متعلقہ اخراجات میں کمی بینکوں کی نفع یابی کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوئی ہے۔

بینکاری صنعت میں مسابقت

ہرفنڈال ہرشمین اشاریہ[38] صنعتوں کے مقابلے میں فرمز کے سائز معلوم کرنے کا پیمانہ فراہم کرتا ہے جس سے ان کے درمیان مسابقت کی سطح کی نشاندہی ہوتی ہے۔

---

33 سال 09ء کے دوران اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 250 بیسس پوائنٹس کی کمی کی۔21 اپریل 09ء کو 100 بیسس پوائنٹس، اگست 09ء میں مزید 100 بیسس پوائنٹس اور 25 نومبر 09ء کو مزید 50 بیسس پوائنٹس کٹوتی کی گئی۔

34 اثاثوں اور واجبات کے درمیان فرق جس کی مطابقت مجموعی اثاثوں سے کی جائے، اسے عرصیت کا فرق کہا جاتا ہے۔

35 تاہم 09ء کے دوران اثاثہ جاتی بنیاد میں خاطر خواہ اضافے نے اثاثوں پر منافع جیسے، منافع کے اہم اظہاریوں میں بہتری کو محدود کیا جو 08ء کے 0.8 فیصد سے بڑھ کر 09ء میں 0.9 فیصد ہوگیا۔

36 اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو ضمانتی قدر کے 40 فیصد تک قیمت فروخت لازم سے استفادے کی اجازت دی۔2009ء کا بی ایس ڈی سرکلر نمبر 10، 2007ء کے بی ایس ڈی سرکلر نمبر 7 میں اس سہولت کو مکمل طور پر ختم کر دیا تھا۔

37 یہ امر قابل ذکر ہے کہ تموین کے اخراجات کو منہا کرتے ہوئے منافع اخذ کرنے کے لیے بعد از ٹیکس خالص منافع کے اخراجات میں تموین کو دوبارہ شامل کیا جاتا ہے۔اس لیے ٹیکس سے متعلقہ اخراجات کی مطابقت نہیں کی جاتی۔

38 پاکستان کے تمام بینکوں کی صارفی امانتوں پر مبنی بازار کے حصص کے مربعوں کے مجموعے کو ہرفنڈال ہرشمین اشاریہ (ایچ ایچ آئی) کہا جاتا ہے۔یہاں پر نارمل ایچ ایچ آئی دیا گیا ہے جس کی حد صفر سے ایک تک ہے۔صفر کے قریب قدر صنعت میں مسابقت کی بلند سطح کو ظاہر کرتی ہے۔

شکل 4.28: بینکاری شعبے کی نفع یابی

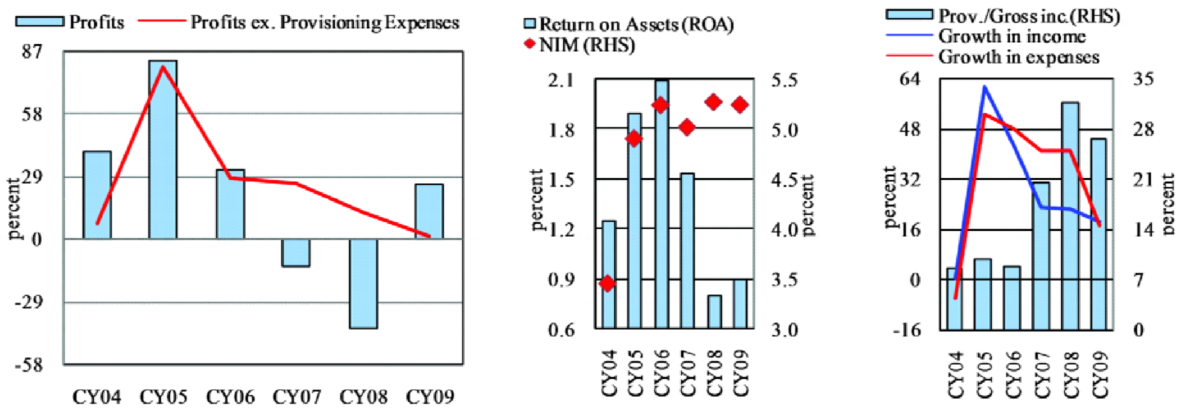

پاکستان میں امانتیں جمع کرنے پر مبنی اس اشاریے کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ 04ء کے بعد سے بینکوں کے درمیان مسابقت میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔ صارفی امانتوں کے لیے مسابقت بڑھنے کی عکاسی صنعت کے پانچ سب سے بڑے بینکوں کے اثاثوں کے حصے میں کمی سے ہوتی ہے (دیکھیے **شکل 4.29**)۔[39] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان بینکوں کو چھوٹے فریقوں سے مسابقت میں اضافے کا سامنا رہا ہے جو پانچ بڑے بینکوں کی بازار میں بالادستی میں کمی کا عکاس ہے۔

شکل 4.29: بینکاری صنعت کی مسابقت

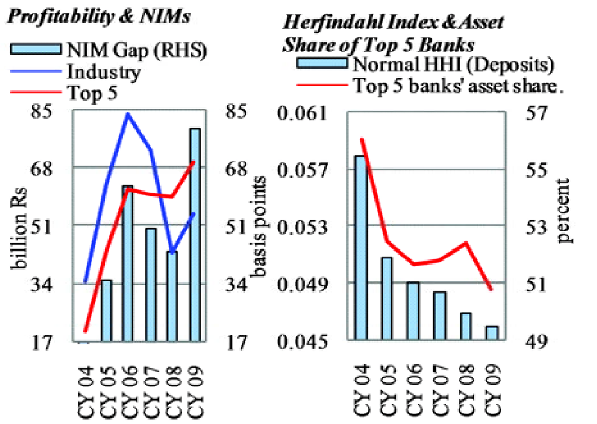

تاہم مسابقت بڑھنے کے باوجود صنعت میں بڑے بینکوں کی نفع یابی کی سطح ابھی تک بلند ہے خصوصاً گذشتہ دو برسوں سے۔ ہرفنڈال ہرشمین اشاریہ امانتیں جمع کرنے کے حوالے سے مسابقت میں اضافے کو ظاہر کرتا ہے لیکن اس اضافی لاگت کو شامل نہیں کیا جاتا جسے بینک امانتوں کے ذریعے اپنی فنڈنگ کے لیے استعمال میں لاتے ہیں۔ خصوصاً چار سب سے بڑے نجکاری شدہ بینکوں اور صنعت کے خالص سودی مارجن کا بڑھتا ہوا فرق ان بینکوں کو پست لاگت کی حامل امانتوں کی بنیاد تک رسائی کی شکل میں حاصل مسابقتی برتری کو ظاہر کرتا ہے۔ اگلے سیکشن میں یہ اجاگر کیا گیا ہے کہ یہ کس طرح بینکوں کو حاصل ہونے والے تفاوت کو متعین کرنے والا اہم عامل ہے۔

بینکاری تفاوت اور بینکوں کی امانتوں کی بنیاد کے اجزائے ترکیبی[40]

بینکاری تفاوت[41] کو عام طور پر قرضہ لینے اور دینے والوں (امانت داروں) کے مابین وساطت کی کارگذاری کا ایک اہم اظہار یہ سمجھا جاتا ہے۔ تفاوت کے حجم کے صرف سازگار بچتوں اور اقتصادی منتظمین کے سرمایہ کاری فیصلوں پر ہی نہیں بلکہ حقیقی شعبے سمیت وسیع تر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بینکاری تفاوت شرکا کی منڈی کی قوت، وساطتی لاگت، قرضے اور سیالیت کے خطرات سمیت متعدد عوامل سے متاثر ہوتا ہے۔

پاکستان میں نفع و نقصان میں شراکت (پی ایل ایس) پر مبنی امانتوں کے منافع پر 5 فیصد کی ضوابطی حد عائد کرنے کے بعد سے مجموعی بینکاری تفاوت میں کمی کا رجحان ہے (دیکھیے **شکل 4.30**)۔[42]

39 اس گروپ میں نیشنل بینک اور چار بڑے نجکاری شدہ بینک شامل ہیں جن کے نام یہ ہیں: اے بی ایل، ایچ بی ایل، ایم سی بی اور یو بی ایل۔

40 اس سیکشن میں دیا گیا تجزیہ 30 جون 2010ء تک کے دستیاب اعداد و شمار پر مبنی ہے اور یہ مالی سال یعنی جولائی تا جون تک محیط ہے۔

41 بہ وزن اوسط قرض گاری اور بہ وزن اوسط امانتوں کی شرحوں کے درمیان فرق کو تفاوت کہا جاتا ہے۔

42 اسٹیٹ بینک نے یکم جون 08ء سے پی ایل ایس بچت مصنوعات کے کم از کم منافع کی حد 5 فیصد مقرر کی ہے۔ 2008ء کا بی پی آر ڈی سرکلر نمبر 07۔

تاہم بینک گروپ کا بغور جائزہ بینکاری تفاوت میں خاصے تنوع کو ظاہر کرتا ہے۔ خصوصاً چار سب سے بڑے نجکاری شدہ بینکوں کا تفاوت مالی سال05ء تا10ء کے دوران بلندترین سطح پر رہا ہے جبکہ دیگر بینکوں کا تفاوت پست ترین سطح پر ہے۔

شکل4.30: بینکاری تفاوت کا خاکہ

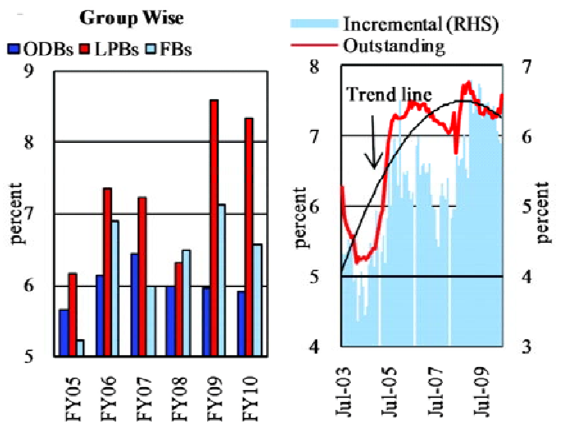

چونکہ پاکستان میں بینکوں کے لیے رقوم مہیا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ امانتیں ہیں اس لیے بینکاری تفاوت کی سطح کو بینکوں کی امانتوں کی بنیاد اور ان واجبات پر دیئے جانے والے منافع کے اجزائے ترکیبی کے تناظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ چار سب سے بڑے نجی بینکوں کی امانتوں کی بنیاد کی لاگت سب سے کم ہے جس کا سبب ان کی شاخوں کا وسیع نیٹ ورک ہو سکتا ہے۔ مزید برآں تمام دیگر ملکی نجی بینکوں کے مقابلے میں مذکورہ بڑے بینکوں کی امانتوں کی بنیاد میں مہنگی معین و بچت امانتوں کا حصہ سب سے کم ہے (دیکھئے **شکل4.31**)۔

شکل4.31: بینک امانتوں کی بنیاد کا خاکہ

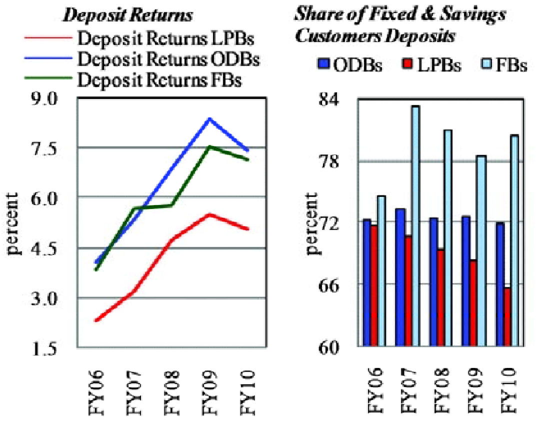

پست لاگت کی حامل امانتوں کی بنیاد صنعت کے دیگر فریقوں کے مقابلے میں غیر نفع بخش امانتوں کے بلند حصے کی وجہ سے ان بینکوں کی جانب سے دیئے جانے والے بہ وزن اوسط امانتی منافع میں بگاڑ کا باعث بنتی ہے جبکہ معلوم ہوتا ہے کہ دیگر ملکی نجی بینک بلند شرح منافع کی پیشکش کے ذریعے طویل مدتی امانتوں کو جمع کرنے میں زیادہ مسابقت کے حامل ہیں۔ جبکہ بینک گروپس کے درمیان بڑے نجکاری شدہ بینکوں (دیکھئے **شکل4.32**) کی قرض گاری کی شرح پست ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے ان کے تفاوت کی بلند سطح کا سبب ان کی قدرے مستحکم اور پست لاگت کی حامل فنڈنگ تک رسائی ہے۔

شکل4.32: پالیسی ریٹ اور بینکوں کی شرح قرض گاری

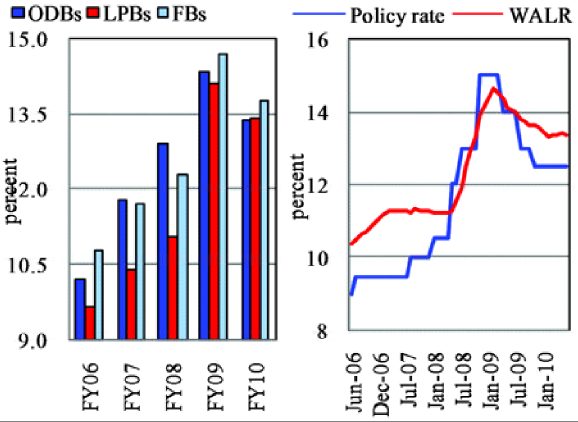

غیر ادا شدہ قرضے

بینکاری صنعت کو مالی سال08ء سے اثاثہ جاتی معیار میں بگاڑ کے مسئلے کا سامنا رہا ہے۔ مالی سال10ء کے دوران بینکاری شعبے کے غیر ادا شدہ قرضے 15.6 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 459.8 ارب روپے تک پہنچ گئے ہیں۔ اگرچہ اس میں اضافہ مالی سال09ء کی 64.9 فیصد نمو کے مقابلے میں کم ہے تاہم مالی سال10ء کے دوران غیر ادا شدہ قرضوں میں 61.9 ارب روپے کا اضافہ دیکھنے میں آیا ہے (دیکھئے **شکل4.33**)۔ غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والے اضافے میں بڑا حصہ قرض گیری کی بلند لاگت اور قرض گیروں میں قرض واپس کرنے کی صلاحیت میں کمی کا ہے جبکہ گذشتہ برسوں کے دوران قرضے میں تیزی سے ہونے والی توسیع کے باعث اثاثہ جاتی معیار میں بگاڑ کی توقع کی جا رہی تھی۔[43] مالی سال08ء کے دوران بین الاقوامی و ملکی سطح پر ہونے والی معاشی سست روی نے بھی غیر ادا شدہ قرضوں کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

[43] قرضوں میں تیزی سے توسیع آئندہ برسوں میں نادہندگی کے امکان کو بڑھا دیتی ہے، بوریو اور لو (2002ء)۔

مالی سال10ء کے دوران قرضوں کے استعمال میں کچھ بحالی آئی ہے جبکہ غیر اداشدہ قرضوں میں اضافے کا عمل سست روی کا شکار رہا جس کے نتیجے میں مجموعی غیر اداشدہ قرضوں اور قرض کے تناسب میں اضافہ ہوگیا ہے۔ اگرچہ زیر جائزہ مدت کے دوران مالی سال09ء کے مقابلے میں غیر اداشدہ قرضوں میں مجموعی اضافے کی سطح پست رہی ہے لیکن مالی سال 10ء میں ہونے والی کمی گذشتہ برس جتنی رہی۔ اس لیے مالی سال10ء کے دوران غیر اداشدہ قرضوں کی اضافی رقم میں کمی واقع ہوگئی ہے۔

شکل4.33: بینکاری شعبے کے غیر اداشدہ قرضے

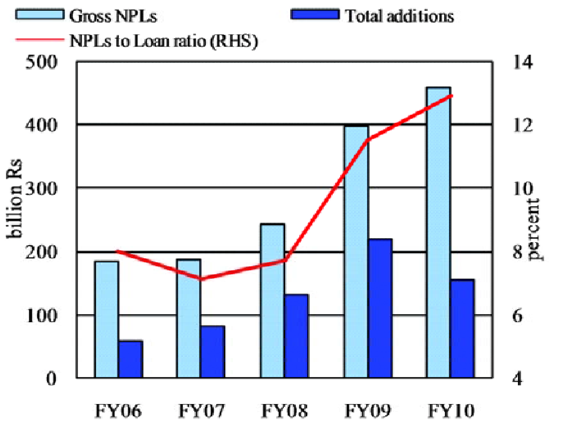

مالی سال10ء کے دوران غیر اداشدہ قرضوں میں مجموعی طور پر 101.6 ارب روپے کی کمی ہوئی جو گذشتہ برس کے 96.1 ارب روپے سے کچھ کم ہے۔ اس میں سے مالی سال10ء کے دوران 55.6 ارب روپے کی نقد رقوم بازیاب کرائی گئیں جبکہ مالی سال09ء میں 45 ارب روپے وصول کیے گئے تھے۔ دیگر ذیلی زمرے مالی سال09ء میں حاصل کردہ سطح سے کم رہے (دیکھئے **شکل 4.34**)۔

شکل4.34: غیر اداشدہ قرضوں میں کمی

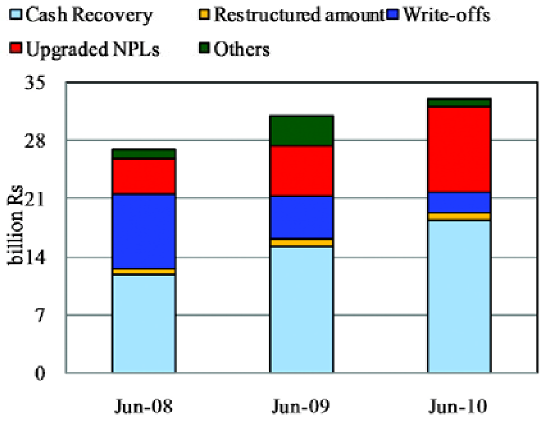

زمرہ وار تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال10ء کے دوران 93 ارب روپے کے مجموعی غیر اداشدہ قرضوں میں سے 61.9 ارب روپے کو نقصان کے زمرے میں شامل کیا گیا ہے[44] جبکہ خراب معیار اور مشکوک کے زمروں میں کمی آئی ہے (دیکھئے **شکل 4.35**)۔ درجہ بندی میں اس تبدیلی کی ایک وجہ درجہ بندی کے تحت لائے گئے قرضوں کی مسلسل عدم ادائیگی ہوسکتی ہے جس کے نتیجے میں انہیں خراب معیار و مشکوک کے زمروں سے نقصان کے زمرے میں منتقل کردیا گیا۔ خراب معیار و مشکوک دونوں زمروں میں کمی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں نئے قرضوں کی آمد کی سطح گذشتہ برس کے مقابلے میں پست رہی ہے۔

شکل4.35: مجموعی غیر اداشدہ قرضوں میں زمرہ وار تبدیلی

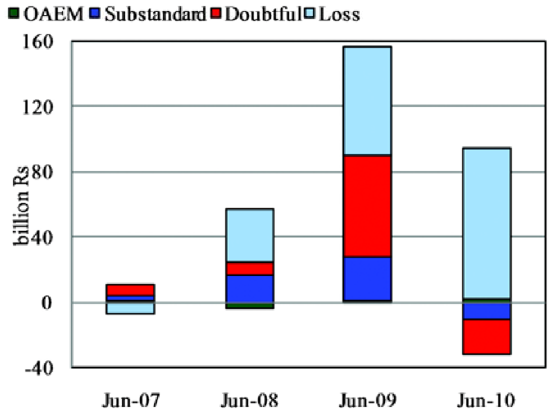

مطلق لحاظ سے مجموعی غیر اداشدہ قرضوں میں تبدیلی کے مقابلے میں تموین کی سطح پست رہی ہے۔ تاہم تموین کی شرح نمو غیر اداشدہ قرضوں کی شرح نمو سے زیادہ رہی۔ اس کے نتیجے میں آخر جون 2010ء کو کوریج کا تناسب بہتر ہوکر 73.2 فیصد تک پہنچ گیا جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 70.2 فیصد تھا۔ اس کے نتیجے میں خالص غیر اداشدہ قرضوں اور خالص قرضوں کے تناسب میں بہتری آئی ہے اور یہ آخر جون2010ء کو 3.7 فیصد سے بڑھ کر 3.8 فیصد پر آ گیا۔

جزوار تجزیہ

مالی سال10ء کے دوران غیر اداشدہ قرضوں میں ہونے والے مجموعی اضافے میں کارپوریٹ شعبے کا حصہ 62.9 فیصد ہوگیا جو مالی سال09ء میں 63.1 فیصد

[44] محتاطیہ ضوابط کے تحت نقصان کے زمرے کی مد میں 100 فیصد تموین درکار ہوتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نقصان کے زمرے میں شامل غیر اداشدہ قرضوں پر تموین کو اس قرضے کی رقم کے برابر ہونا چاہیے۔

تھا (دیکھئے **شکل 4.36**)۔ مالی سال 10ء کے دوران کارپوریٹ شعبے کے غیر اداشدہ قرضوں میں 38.1 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ ایس ایم ای کے قرضوں میں گذشتہ برس کے مقابلے میں خاصی سست روی دیکھنے میں آئی ہے اور ان میں 16.6 ارب روپے کی کمی ہوئی۔ اس کے نتیجے میں ایس ایم ای شعبے کے لیے غیر اداشدہ قرضوں اور قرضوں کا تناسب بڑھ کر 27.1 فیصد ہو گیا جو آخر جون مالی سال 09ء تک 22.9 فیصد تھا۔ مجموعی معاشی سرگرمیوں کا بینکاری شعبے کے غیر اداشدہ قرضوں سے منفی ربط ہے[45] درحقیقت مالی سال 09ء ایک غیر معمولی سال تھا جس میں عالمی وملکی معاشی سست روی نے کارپوریٹ و ایس ایم ای کے شعبوں کی آمدنی پر منفی اثرات مرتب کیے تھے اور اس کے نتیجے میں ان میں قرضے واپس کرنے کی صلاحیت کو کم کر دیا تھا۔

شکل 4.36: غیر اداشدہ قرضوں کی نمو میں حصہ: جز وار

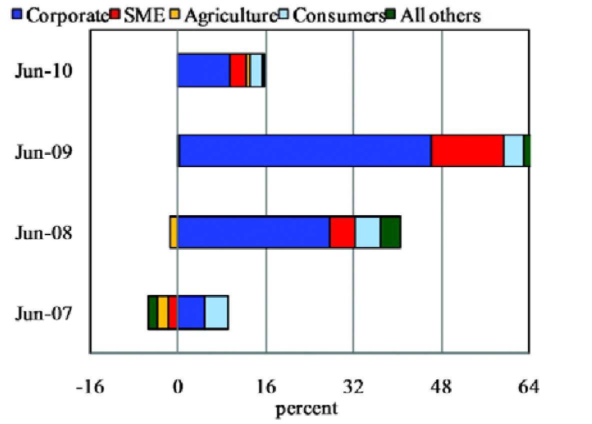

مالی سال 10ء کے دوران کارپوریٹ شعبے کے غیر اداشدہ قرضوں کے تفصیلی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاری سرمائے کے غیر اداشدہ قرضوں میں ہونے والا اضافہ مجموعی غیر اداشدہ قرضوں میں ہونے والے اضافے سے کہیں زیادہ ہے۔ جبکہ معین سرمایہ کاری کے غیر اداشدہ قرضوں میں زیر جائزہ مدت کے دوران کمی آئی ہے۔

مالی سال 10ء کے دوران کارپوریٹ اور ایس ایم ای شعبوں کے غیر اداشدہ قرضوں میں کمی کا رجحان رہا تھا لیکن زرعی شعبے کے غیر اداشدہ قرضوں میں 2.1 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے جبکہ مالی سال 09ء کے دوران اس میں 0.5 ارب روپے کی کمی دیکھنے میں آئی تھی۔ صارفی شعبے کے غیر اداشدہ قرضوں میں بھی مالی سال 10ء کے دوران 9.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے جس کا سبب معیشت میں بڑھتے ہوئے گرانی کے دباؤ کے باعث حقیقی آمدنی میں کمی ہے۔ اس طرح، صارفی شعبے کے لیے غیر اداشدہ قرضوں اور قرضوں کا تناسب مالی سال 09ء کے 9.1 فیصد کے مقابلے میں خاصے اضافے کے بعد مالی سال 10ء میں بڑھ کر 14.6 فیصد ہو گیا جس کا سبب صارفی شعبے کے قرضوں میں کمی تھا (دیکھئے **جدول 4.6**)۔[46]

جدول 4.6: صارفی شعبے میں غیر اداشدہ قرضے

ارب روپے، تناسب فیصد میں

	م س09ء			م س10ء		
	قرضے	غیر اداشدہ قرضے	غیر اداشدہ اور کل قرضوں کا تناسب	قرضے	غیر اداشدہ قرضے	غیر اداشدہ و کل قرضوں کا تناسب
صارفی	327.7	30.0	9.1	270.2	39.8	14.7
کریڈٹ کارڈز	36.5	2.8	7.7	28.9	4.6	15.9
گاڑیوں کے قرضے	80.5	5.4	6.6	65.3	5.8	9
پائیدار اشیا	1.2	0.1	7.8	1.0	0.1	13.7
رہن	76.5	9.1	11.9	73.1	13.6	18.6
ذاتی قرضے	132.9	12.6	9.5	101.9	15.6	15.3

صارفی شعبے کے غیر اداشدہ قرضوں میں ہونے والے 9.8 ارب روپے کے اضافے میں سے تقریباً نصف کا سبب رہن مالکاری کے قرضے ہیں۔[47] یہ بڑھتی ہوئی گرانی کا نتیجہ ہوسکتا ہے جو افراد کی حقیقی آمدنی میں کمی کا باعث بنا ہے۔ تاہم مالی سال 10ء کے دوران صارفی شعبے کے غیر اداشدہ قرضوں کا ارتکاز زیادہ تر انہی بینکوں میں رہا ہے جن میں مالی سال 09ء میں تھا۔ خصوصاً صارفی شعبے میں بڑا حصہ رکھنے والے آٹھ بینکوں کے غیر اداشدہ قرضے مالی سال 09ء کے 80.5 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 10ء میں 83.7 فیصد تک پہنچ گئے (دیکھئے **جدول 4.7**)۔

شعبہ وار تجزیہ

مجموعی غیر اداشدہ قرضوں میں سب سے بڑا حصہ ٹیکسٹائل کے شعبے کا ہے۔ مالی سال 10ء کے دوران 61.9 ارب روپے کے مجموعی اضافے میں سے ٹیکسٹائل کی صنعت کا حصہ

45 تفصیلات کے لیے مالی استحکام کا جائزہ برائے 09-2008ء ملاحظہ فرمائیے۔

46 مالی سال 10ء کے دوران صارفی شعبے کے قرضوں میں 47.5 ارب روپے کی کمی آئی ہے۔

47 آخر جون 2010ء تک رہن سے متعلق غیر اداشدہ قرضوں کا صارفی شعبے کے مجموعی غیر اداشدہ قرضوں میں حصہ 35.4 فیصد ہے جو ذاتی قرضوں (38.1 فیصد) کے بعد سب سے زیادہ ہے۔

26.3 ارب روپے ہے جو مجموعی اضافے کا 42.3 فیصد بنتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ٹیکسٹائل شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا تناسب آخر جون مالی سال 10ء تک 23.2 فیصد ہو گیا جبکہ یہ ایک سال قبل 18.8 فیصد تھا۔ مالی سال 10ء کے دوران ٹیکسٹائل کی صنعت میں اسپننگ کے شعبے کا حصہ سب سے زیادہ تھا جس کا سبب کپاس کے بلند نرخ ہیں۔

ٹیکسٹائل کی صنعت کے مقابلے میں کاروں کی صنعت کے غیر ادا شدہ قرضوں میں 2.5 ارب روپے کی کمی آئی ہے جس کا سبب مالی سال 10ء کے دوران ممکنہ طور پر بہتر پیداوار کے باعث آمدنی میں اضافہ اور فروخت کی بلند سطح ہے۔ تاہم قرضوں میں تیزی سے کمی آئی ہے جو غیر ادا شدہ قرضوں کی رفتار سے بھی زیادہ ہے۔ اس کے نتیجے میں اس شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کے تناسب میں بہتری دیکھنے میں آئی ہے اور یہ آخر جون 2010ء تک 19 فیصد ہو گیا جبکہ ایک سال قبل 17.7 فیصد تھا۔

غیر ادا شدہ قرضوں کے بینک وار اجزائے ترکیبی

بینک وار اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخر جون 2010ء تک مجموعی غیر ادا شدہ قرضوں میں سے ملکی نجی بینکوں (اسلامی بینک) کا حصہ 34.7 فیصد، چار سب سے بڑے نجی بینکوں کا حصہ (30.6 فیصد) اور سرکاری بینکوں کا حصہ (25.2 فیصد) ہے۔ مجموعی غیر ادا شدہ قرضوں میں ان کے حصے کی طرح، ان کے اضافی غیر ادا شدہ قرضوں میں بھی یہی رجحان غالب رہا اور مالی سال 10ء میں ملکی نجی بینکوں (علاوہ اسلامی بینک) کا حصہ سب سے زیادہ ہے (دیکھئے **شکل 4.37**)۔

بینکوں کی تقسیم کے لحاظ سے غیر ادا شدہ قرضوں کے شعبہ جاتی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 10ء کے دوران ٹیکسٹائل کی صنعت کا بینکوں کے مذکورہ گروپس میں برابر کا حصہ ہے جبکہ چینی کی صنعت کے قرضوں میں سرکاری و نجی بینکوں کا اہم حصہ ہے۔ سیمنٹ کی صنعت کے متاثرہ قرضوں کا بوجھ سرکاری شعبے کے بینکوں پر ہے (دیکھئے **شکل 4.38**)۔ توانائی کے شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں کا زیادہ ارتکاز نجی شعبے کے بینکوں میں دیکھا گیا ہے۔

4.4 بازارِ زر کی سرگرمیوں کا تجزیہ

بازارِ زر کی صورتحال نازک رہی اور اس کی سیالیت کو مالی سال 09ء کے مقابلے میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ سیالیت کے سکڑنے کا اہم سبب حکومت کی جانب سے اعانتِ میزانیہ اور اجناس کی سرگرمیوں کے لیے بینکاری نظام سے قرض گیری کی بلند سطح ہے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ غیر ادا شدہ قرضوں میں

جدول 4.7: صارفی شعبے کے غیر ادا شدہ قرضے، بینک وار

ارب روپے

	م س 09ء	م س 10ء
یو بی ایل	8.7	11.5
ایم سی بی	2.8	4.8
ایس سی بی پی ایل	3.3	3.9
عسکری	2.2	3.6
بی اے ایف ایل	2.8	3.5
این بی پی	3.4	3.4
فیصل	1.2	1.7
سٹی بینک	0.3	1.7
ذیلی میزان	**24.7**	**34.1**
ارتکاز	80.5	83.7
دیگر	6.0	6.6
مجموعی	**30.7**	**40.8**

شکل 4.37: مجموعی غیر ادا شدہ قرضے - بینک وار (م س 10ء)

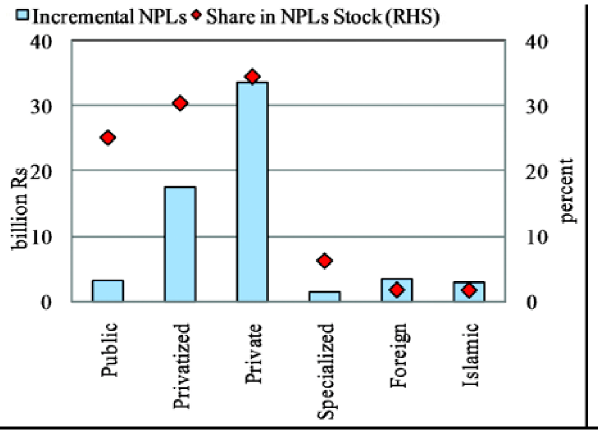

شکل 4.38: اہم شعبوں میں غیر ادا شدہ قرضوں کا بینک وار حصہ، آخر جون م س 10ء

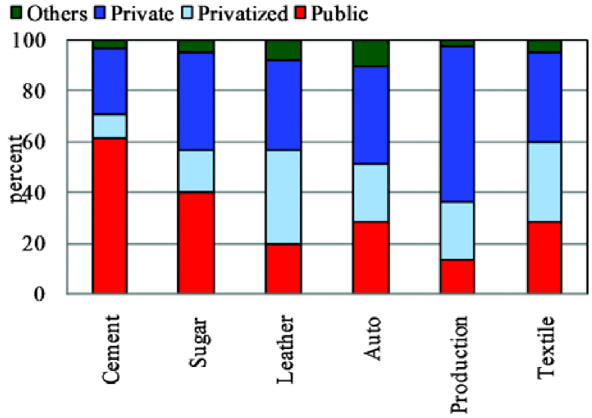

اضافہ صورتحال کو مزید بگاڑنے کا باعث بنا۔ مالیاتی اخراجات سے تجاوز کے ساتھ ساتھ توانائی/بجلی کے بحران اور امن وامان کی خراب صورتحال کی وجہ سے معاشی سرگرمیوں میں سست روی کے باعث اسٹیٹ بینک کو بازار زر میں سیالیت کی صورتحال متوازن رکھنے کے چیلنج کا سامنا تھا۔

اگست 2009ء کے دوران اسٹیٹ بینک نے شرح سود کوریڈور متعارف کرایا جس کا مقصد زری پالیسی کی ترسیلی میکانیت کو موثر بنانا، بازار زر کے شبینہ زرخوں میں تغیر پذیری اور معیشت میں قرضوں کے بہاؤ کو ہموار رکھنا تھا۔ اس سے بازار زر کو شبینہ ریپو ریٹس کے لیے مستحکم راستے کا تعین کرنے میں مدد ملی جو سیالیت کی مشکل صورتحال میں تقریباً ڈسکاؤنٹ ریٹ سے ہم آہنگ رہا ہے جس کی عکاسی مالی سال 10ء کے دوران ماہانہ شبینہ ریٹ میں تبدیلی سے ہوتی ہے جس میں اتار چڑھاؤ 7.4 سے 13.8 فیصد کی حد میں رہا ہے جبکہ یہ ایک سال قبل 1.5 سے 14.9 فیصد تک رہا تھا (دیکھئے **شکل 4.39**)۔

شکل 4.39: شبینہ زرخوں کا رجحان

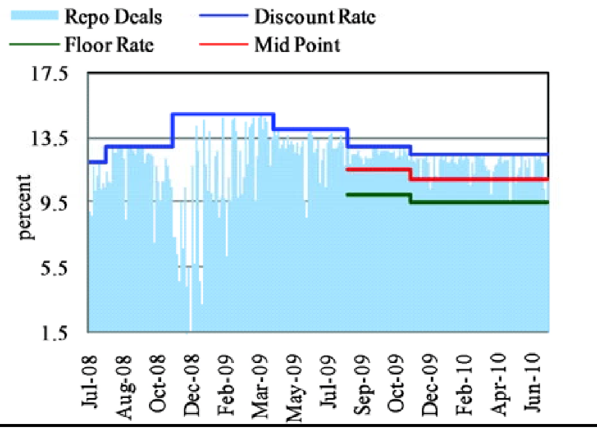

کارپوریٹ شعبے کے قرضے کا بڑا حصہ کراچی انٹر بینک آفرڈ ریٹ (کائبور) سے منسلک ہے جس میں تبدیلی کا انحصار بین البینک سیالیت اور معاشی سرگرمیوں پر ہوتا ہے۔ معاشی سرگرمیوں میں سست روی کے رجحان کے بعد مالی سال 10ء کے دوران مالی سال 09ء کے مقابلے میں کائبور اور ریپو ریٹس میں بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ دونوں زرخوں کے ہموار ہونے کے نتیجے میں دونوں نشانیہ زرخوں کے درمیان ماہانہ اوسط تفاوت مالی سال 09ء کے 136 بیسس پوائنٹس سے کم ہوکر مالی سال 10ء میں 41 بیسس پوائنٹس تک پہنچ گیا ہے (دیکھئے **شکل 4.40**)۔

شکل 4.40: اہم شرح ہائے سود کا رویہ

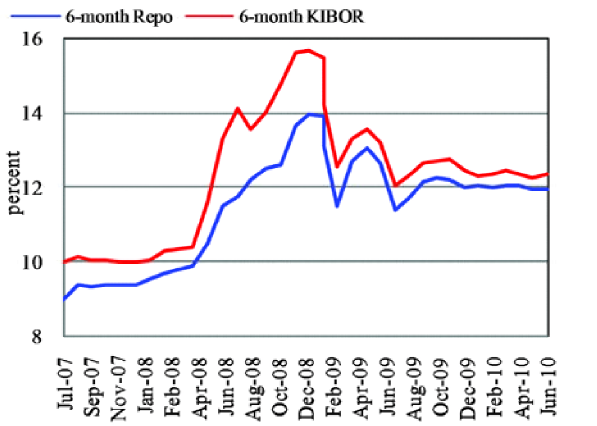

4.4.1 سیالیت کا انتظام

مالی سال 10ء کے دوران امانتوں میں اضافے کے باوجود بینکاری نظام کی سیالیت دباؤ کا شکار رہی۔ امانتوں میں اضافے کے اثرات بڑھتے ہوئے غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے، حکومت کی اعانتِ میزانیہ اور اجناس کی سرگرمیوں کے لیے بڑھتی ہوئی خالص قرض گیری کے باعث زائل ہوگئے۔ سیالیت کی دشواریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اسٹیٹ بینک نے مالی سال 10ء کی پہلی ششماہی کے دوران 49 مواقع پر بازار زر کے سودے کیے جن میں بینکاری نظام میں انجذاب کے لیے خالص 1949.7 ارب روپے کا ادخال کیا گیا۔ تاہم مالی سال 10ء کی دوسری ششماہی کے دوران بینکاری نظام میں سیالیت کی صورتحال میں بہتری کے باعث 40 مواقع پر بازار زر کے سودوں کے ذریعے 1181.6 ارب روپے کا ادخال کیا گیا۔ مالی سال 10ء کے دوران مجموعی طور پر 3131.3 ارب روپے کا ادخال کیا گیا جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 09ء میں 133.6 ارب روپے کا انجذاب ہوا تھا (دیکھئے **جدول 4.8**)۔ لیکن سیالیت کی مشکلات برقرار رہیں اور نظام میں بھاری رقوم کے ادخال کے باوجود کچھ بینکوں کو اسٹیٹ بینک کی بالائی حد کی معکوس ریپو سہولت حاصل کرنا پڑی۔ سیالیت کی عارضی مشکلات سے دو چار بینکوں نے بالائی حد کی معکوس ریپو سہولت کے لیے اسٹیٹ بینک سے رجوع

جدول 4.8: بازار زر کے سودوں کے ذریعے خالص بہاؤ

ارب روپے

	بازار زر کے سودے			
	تعداد	انجذاب	ادخال	خالص بہاؤ
م س08ء	87	1,246.7	232.35	-1,014.3
م س09	121	1,367.7	1234.1	-133.6
م س10ء، شش1	49	167.9	2117.6	1,949.7
م س10ء، شش2	40	321.8	1503.4	1,181.6
م س10ء	**89**	**489.7**	**3621.0**	**3,131.3**

ماخذ: اسٹیٹ بینک

کیا۔ شبینہ نرخ پر قابو پانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے مالی سال10ء کے دوران 724.2 ارب روپے کی بالائی حد کی معکوس ریپو سہولت فراہم کی جبکہ مالی سال09ء میں 874.5 ارب روپے حاصل کیے گئے تھے۔ بازارِ زر کی تجارتی سرگرمیوں میں سست روی کے باعث بازارِ زر میں فاضل سیالیت رکھنے والے کچھ شرکا نے شرح سود کوریڈور متعارف کرائے جانے کے بعد سے مالی سال10ء کے دوران 602.1 ارب روپے کی زیریں حد کی ریپو سہولت حاصل کی (دیکھیے جدول 4.9)۔

جدول 4.9: زیریں اور بالائی حدود کی سہولتیں*

ارب روپے

	زیریں حد کی ریپو سہولت	بالائی حد کی معکوس ریپو سہولت
م س08ء، شش1	-	1424.0
م س08ء، شش2	-	541.5
م س09ء، شش1	-	632.0
م س09ء، شش2	-	242.6
م س10ء، شش1	179.0	269.0
م س10ء، شش2	423.1	455.2

* ریپو فلور کی سہولت کے تحت فاضل سیالیت کے حامل بینک اپنے فنڈز کو طے شدہ فلور ریٹ پر اسٹیٹ بینک کے پاس رکھوا سکتے ہیں جبکہ ریپو سیلنگ سہولت کے تحت جن بینکوں کو سیالیت کی عارضی مشکلات درپیش ہیں وہ طے شدہ ڈسکاؤنٹ ریٹ پر اسٹیٹ بینک کی ڈسکاؤنٹ ونڈو سے قرضہ حاصل کر سکتے ہیں۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک

4.4.2 بنیادی بازار

ٹریژری بلز

آمدنی و اخراجات میں میزانیہ فرق کو کم کرنے اور محصولاتی وصولیوں کے وقت میں عدم مطابقت سے نمٹنے اور سرکاری اخراجات کو پورا کرنے کے لیے حکومت نے بینکاری نظام سے قرض گیری کے لیے ٹریژری بلز کی نیلامیوں کا انعقاد کیا۔ قرض گیری کی نئی ضروریات اور پہلے کی جانے والی قرض گیری کی عرصیت کے خاکے کے پیش نظر حکومت نے مالی سال10ء کی پہلی ششماہی کے لیے نیلامی سے قبل 470 ارب روپے اور دوسری ششماہی کے لیے 890 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا تھا۔

طلب کے لحاظ سے مالی سال10ء کے دوران 1360 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں 3131.2 ارب روپے کی پیشکشیں موصول ہوئیں جبکہ سال کے لیے بولی کا کور تناسب

شکل 4.41 (الف): ٹی بلز نیلامیوں میں پیشکش کردہ رقم

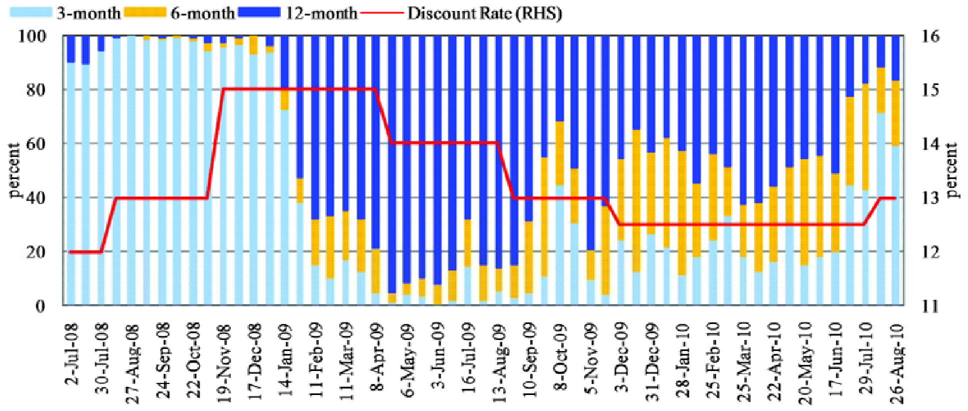

شکل 4.41 (ب): گرانی اور ڈسکاؤنٹ ریٹ کے مابین ربط

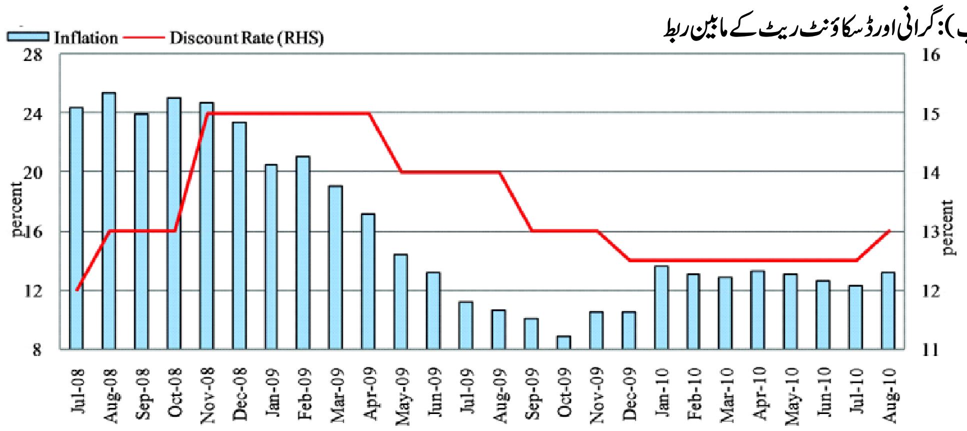

شکل4.42: ٹریژری بلز کا خاکہ

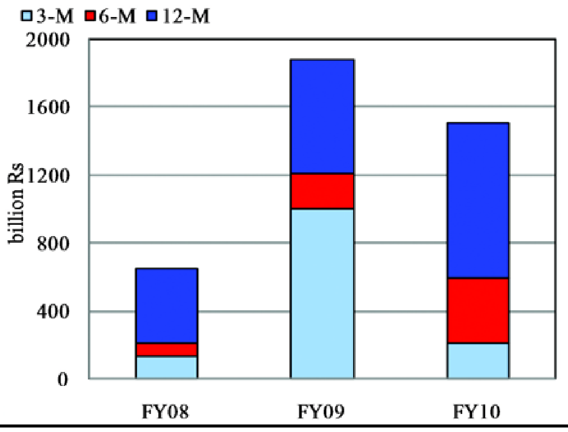

2.34 رہا جو مالی09ء میں 1.81 تھا۔ بازار کے شرکا کی جانب سے پیشکشوں کی بلند سطح کا سبب بجلی کی قلت اور امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کے باعث معاشی سرگرمیوں میں نمایاں سست روی تھی۔ بازار کے شرکا کی توجہ بڑی حد تک خط یافت کے آخری سرے پر مرکوز رہی اور انہوں نے بارہ ماہی اور ششماہی ٹریژری بلز میں سرمایہ کاری کی جس کی بنیاد ان کی ڈسکاؤنٹ ریٹ میں مزید کمی کے بارے میں توقعات تھیں۔ ڈسکاؤنٹ ریٹ میں کمی (17 اگست 09ء اور 25 نومبر 09ء) کے رجحان کو مدنظر رکھتے ہوئے شرکا نے اپنی 56 فیصد بولیاں 12 مہینوں، 27 فیصد ششماہی اور 17 فیصد سہ ماہی عرصیت کے لیے دیں۔ تاہم 2 اگست 2010ء کو ڈسکاؤنٹ ریٹ میں 50 بی پی ایس کا اضافہ کرنے سے بازار کے شرکا نے ڈسکاؤنٹ ریٹ میں مزید اضافے کی توقع کرتے ہوئے سہ ماہی ٹریژری بلز میں سرمایہ کاری شروع کردی (دیکھئے **شکل 4.41 الف اور ب**)۔

مالی سال10ء میں ہدف کے پیش نظر عرصیت سے مطابقت کے لیے 447.3 ارب روپے قبول کیے گئے جو مالی سال09ء میں 296.2 ارب روپے تھے۔ ٹریژری بلز کی نیلامیوں میں قبول کردہ مجموعی رقم میں سے ششماہی اور بارہ ماہی ٹریژری بلز کا حصہ مالی سال09ء کے 11 اور 36 فیصد سے بڑھ کر مالی سال10ء میں بالترتیب 25 اور 61 فیصد تک پہنچ گیا۔ تاہم مالی سال10ء میں سہ ماہی ٹریژری بلز کا حصہ مالی سال09ء کے 53 فیصد سے گر کر 14 فیصد پر آ گیا ہے (دیکھئے **شکل 4.42**)۔

چھوٹے سرمایہ کاروں اور ایسے اداروں کو جو حکومت پاکستان کے ٹریژری بلز اور پاکستان انوسٹمنٹ بانڈز میں براہ راست سرمایہ کاری کے لیے بولیوں کے استرداد کا خطرہ مول لینا چاہتے ہیں، سرمایہ کاری کے مواقع فراہم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے غیر مسابقتی بولی کا آپشن دیا ہے جس میں سرمایہ کاری کے لیے پیشگی اعلان کردہ نیلامی کے ہدف کی 15 فیصد حد مقرر کی گئی ہے۔ ان بولیوں کو بنیادی نیلامی میں طے پانی والی ہر مدت کی بہ وزن اوسط یافت پر قبول کیا جاتا ہے۔

حکومت کی بینکاری نظام سے بڑھتی ہوئی قرض گیری کے باعث بینکوں کے علاوہ دیگر اداروں، ترقیاتی مالی اداروں اور این بی ایف آئیز کا حصہ مالی سال09ء کے ایک فیصد سے بڑھ کر مالی سال10ء میں 4.8 فیصد ہوگیا ہے جو اب بھی غیر مسابقتی بولیوں کے لیے مختص سرمایہ کاری کے حصے سے خاصا کم ہے۔ تاہم غیر مسابقتی بولیوں میں شرکت کے رجحان میں اضافے سے سرمایہ کاری کی بنیاد کو توسیع دینے اور مستقبل میں معیشت کو بتدریج بہتر بنانے میں مدد ملے گی (دیکھئے **شکل 4.43**)۔

شکل4.43: غیر مسابقتی بولیوں کی شرکت کا حصہ

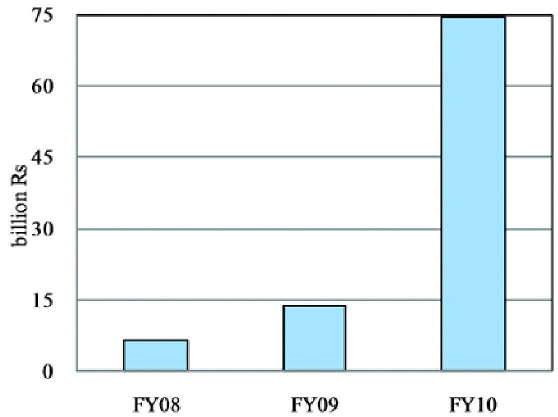

مالی سال11ء کی پہلی سہ ماہی میں نیلامیوں کے لیے 535 ارب روپے کا پیشگی ہدف مقرر کیا گیا ہے جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 65 فیصد بلند ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت اپنے مالیاتی اخراجات میں اضافے کا عمل جاری رکھے گی۔ آئندہ سہ ماہیوں میں ایسی مالیاتی پالیسی کے تسلسل کی وجہ سے حکومت پر قرضوں اور ان کی سودی ادائیگیوں میں اضافے کا دباؤ بڑھے گا۔ بیرونی رقوم کی آمد میں تاخیر بھی حکومت کو بینکاری نظام سے بھاری قرضے لینے پر مجبور کرسکتی ہے جس کے نتیجے میں زر2 کی نمو میں اضافہ ہو جائے گا۔

مالی سال10ء کے ابتدائی دو مہینوں کے دوران خسارے کی پست سطح اور بیرونی رقومات کے ملنے سے تینوں عرصیتوں کے ماہانہ اوسط نرخ کم ہو کر 11.5 فیصد ہو گئے تھے۔ تاہم اکتوبر اور نومبر مالی سال10ء کے دوران تمام قلیل مدتی عرصیتوں

کے نرخوں میں اضافہ ہوا اور یہ حکومتی قرض گیری کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے باعث 12.6 فیصد کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئے تھے۔ حکومت کی جانب سے فنڈز کی بلند طلب کے باوجود نرخوں میں کمی ہوئی ہے کیونکہ بینکوں کے پاس اپنی رقوم کی منصوبہ بندی کے لیے متعدد مواقع تھے (دیکھئے **شکل 4.44**)۔

شکل 4.44: ٹریژری بلز کے ماہانہ اوسط نرخوں کا رجحان

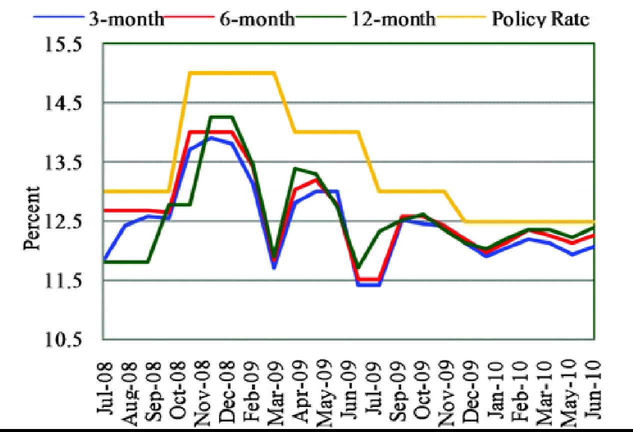

پاکستان انوسٹمنٹ بانڈز (پی آئی بیز)

حکومت نے طویل مدتی وثیقہ جات کے ذریعے قرض گیری میں زبردست دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے اور 6.9 ارب روپے کی عرصیتوں کی تکمیل کے مقابلے میں 60 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا گیا جو مالی سال 10ء کے دوران 6 گنا زیادہ تھا۔ طلب کے حوالے سے حکومت کے بڑھتے ہوئے خسارے کو مدنظر رکھتے ہوئے بازار کے فریقوں نے طویل مدتی حکومتی وثیقہ جات میں سرمایہ کاری کے لیے 134.4 ارب روپے کی پیشکشیں دیں۔ معاشی سرگرمیوں میں سست روی اور گرانی کی شرح میں کمی کی توقعات کے باعث پی آئی بیز کی بولیوں میں اضافے کا امکان تھا۔ شرکا کی بڑھتی ہوئی طلب کو محسوس کرتے ہوئے مالی سال 10ء کے دوران 53.5 ارب روپے کی خالص عرصیتوں کو قبول کیا گیا تھا جبکہ مالی سال 09ء میں 29.3 ارب روپے قبول کیے گئے تھے (دیکھئے **جدول 4.10**)۔

جدول 4.10: پی آئی بیز کی نیلامی کا خاکہ

ارب روپے

		3 سالہ	5 سالہ	7 سالہ	10 سالہ	15 سالہ	20 سالہ	30 سالہ	مجموعی
م س 08ء	ہدف								120.0
	عرصیت	0.1	14.4	-	-	-	-	-	14.5
	قبول کردہ	5.2	10.8	-	23.9	8.6	9.1	16.1	73.7
	اضافی/کم عرصیت	5.1	-3.6	-	23.9	8.6	9.1	16.1	59.2
م س 09ء	ہدف								80.0
	عرصیت	14.1	27.8	-	-	-	-	-	41.9
	قبول کردہ	10.1	8.8	7.3	35	1.4	1.9	6.6	71.1
	اضافی/کم عرصیت	-4.0	-18.9	7.3	35	1.4	1.9	6.6	29.3
م س 10ء	ہدف								60.0
	عرصیت	6.4	0.4	-	-	-	-	-	6.9
	قبول کردہ	9.7	6.4	2.0	38.2	0.8	1.5	1.8	60.3
	اضافی/کم عرصیت	3.28	6.01	2.0	38.2	0.8	1.5	1.8	53.5

ثانوی بازار کی سیالیت بڑھانے کے لیے 38 ویں اور 39 ویں اجرائیوں میں چار مشترکہ نیلامیوں کو دوبارہ کھولا گیا۔ م س 10ء کے دوران 39 ویں اجرا کی ایک نئی نیلامی کا انعقاد کیا گیا۔ شرکا نے 3، 10 اور 30 برسوں کے پی آئی بیز میں دلچسپی لے کر ان عرصیتوں میں بالترتیب 14، 50 اور 11 فیصد رقم دی۔ 5، 7، 15 اور 20 سالہ عرصیت کے پی آئی بیز نے سرمایہ کاری کے لیے پیشکش کردہ مجموعی رقم کا بالترتیب 9، 2، 4 اور 9 فیصد متوجہ کیا۔ شرکا میں سے بینکوں نے 3 تا 10 برس کی عرصیتوں میں سرمایہ کاری کو ترجیح دی اور دیگر سرمایہ کار جن میں بیمہ، فنڈز اور پنشن کی مینجمنٹ کرنے والے ادارے شامل ہیں انہوں نے مستقبل کی منصوبہ بندی کو مدنظر رکھتے ہوئے 15 سے 30 سال تک کی عرصیتوں میں سرمایہ کاری کو ترجیح دی ہے۔

بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے اور فنڈ مینجمنٹ کی لاگت بڑھنے کی وجہ سے حکومت نے 10 سالہ پی آئی بیز سے وسائل پیدا کرنے کو ترجیح دی اور صرف اس عرصیت کی 63 فیصد رقم کو قبول کیا گیا۔ اس کے بعد 3 اور 5 سالہ پی آئی بیز کا نمبر آتا ہے جن کا مالی سال 10ء کے دوران قبول کردہ رقم میں حصہ بالترتیب 16 اور 11 فیصد ہے۔ 7، 15، 20 اور 30 سالہ پی آئی بیز بالترتیب 3، 1، 2 اور 3 فیصد سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے میں کامیاب رہے۔

دس سالہ پی آئی بیز کی قبولیت میں اضافے کے باوجود واجب الادا قرضوں میں مذکورہ عرصیت کے حصے میں مالی سال 10ء کے دوران 56 بیسس پوائنٹس کی معمولی کمی آئی ہے جس کے بعد 15، 20 اور 30 سالہ عرصیتوں کے حصے میں مالی سال 09ء کے مقابلے میں 53 تا 77 بیسس پوائنٹس کی کمی آئی ہے۔ تاہم واجب الادا رقوم میں 3، 5 اور 7 سالہ پی آئی بیز کے حصے بالترتیب 186، 33 اور 22 بیسس پوائنٹس بڑھے ہیں (دیکھئے **شکل 4.45**)۔

شکل 4.45: واجب الادا پی آئی بیز کا خاکہ

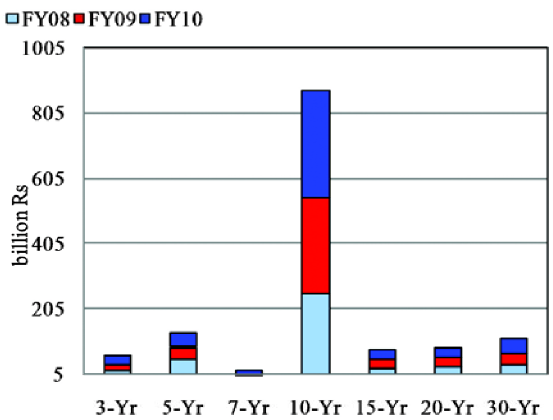

پی آئی بیز نیلامیوں کی غیر مسابقتی بولیوں میں معمولی کمی کا رجحان دیکھنے میں آیا ہے۔ اس میں مالی سال 10ء کے دوران مجموعی طور پر 6 ارب روپے کی پیشکشیں کی گئیں جبکہ مالی سال 09ء میں یہ 6.4 ارب روپے تھیں۔ مالی سال 10ء کے دوران 3، 10، 15، 20 اور 30 سالہ پی آئی بیز کے حصے میں کافی اضافہ دیکھنے میں آیا ہے خصوصاً 3 سالہ پی آئی بیز میں 3 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ تاہم اسٹیٹ بینک کی جانب سے 5 اور 7 سالہ عرصیتوں کے این سی بیز کی غیر مسابقتی بولیوں کے حصے کو 10 فیصد سے بڑھا کر 15 فیصد کرنے کے باوجود ان کی سرمایہ کاری کے حصے میں کمی آئی ہے۔ اس کا مقصد غیر مالی اداروں اور افراد کی حکومتی وثیقہ جات میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس کی تقسیم کی بنیاد میں بتدریج اضافہ کرنا تھا (دیکھئے **شکل 4.46**)۔

شکل 4.46: پی آئی بیز کی غیر مسابقتی بولیوں کا خاکہ

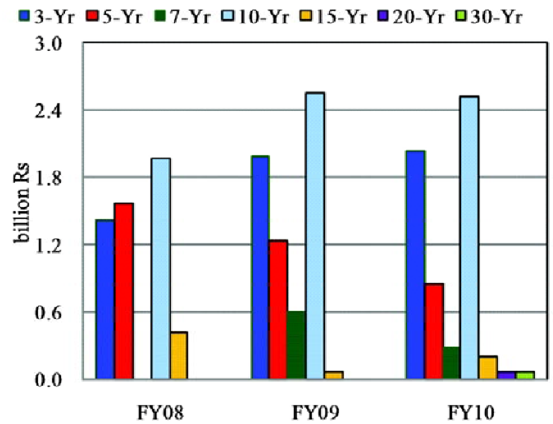

حکومتی اجارہ صکوک

قرضوں کے آمیزے کو متنوع بنانے کی کوششوں کے سلسلے میں حکومت اور اسٹیٹ بینک نے مل کر حکومت پاکستان کے اجارہ صکوک جاری کرنے پر کام کیا ہے۔ اسلامی بینکوں کے ضوابطی ذخائر کو روایتی بینکوں سے ہم آہنگ کرنے کے مقصد کا حصول مالی استحکام کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے۔ اسلامی بینک جارحانہ انداز میں امانتیں جمع کر رہے ہیں اور کم از کم شرح منافع کی پیشکش اور ذخائر کے تناسب میں نرمی کے ذریعے مالی سہولتوں کی فراہمی میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ معیشت کی بڑھتی ہوئی اور متنوع ضروریات کو پورا کرنے کے لیے طویل مدتی وسائل جمع کرنا ضروری ہے کیونکہ اس سے پائیدار معاشی نمو میں مدد ملتی ہے۔

شریعت سے ہم آہنگ بینکاری اداروں کی سیالیت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے حکومت پاکستان کے چوتھے اجارہ صکوک کی نیلامی کے لیے مالی سال 10ء میں 10 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا۔ ان مالی خدمات میں سرمایہ کاری میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے اور شریعت سے ہم آہنگ بینکاری اداروں کے ہدف کے مقابلے میں 30.4 ارب روپے کی بولیاں لگی تھیں۔ اس کی طلب کو مدنظر رکھتے ہوئے مالی سال 10ء کے دوران منعقد ہونے والی واحد نیلامی میں ہدف کا خالص 4.4 ارب روپے حاصل کیے گئے جبکہ مالی سال 09ء کے دوران 30 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں 27.8 ارب روپے قبول کیے گئے تھے۔ مالی سال 09ء کے دوران مجموعی طور پر 38.2 ارب روپے کی پیشکشیں کی گئی تھیں (دیکھئے **جدول 4.11**)۔ حکومت مستقبل قریب میں جناح ٹرمینل قائداعظم انٹرنیشنل ایئرپورٹ کراچی کی 2200 ایکڑ اراضی کے اثاثوں کی بنیاد پر اجارہ صکوک جاری کرنے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ صکوک سے بجٹ کے خسارے کی مالکاری کے لیے 35 ارب روپے حاصل ہونے کی توقع ہے۔ صکوک کی عرصیت کی مدت ایک، دو اور تین سال ہوگی۔ ان صکوک کو جاری کرنے کے لیے تمام انتظامات مکمل کر لیے گئے ہیں۔

جدول 4.11: حکومت پاکستان کے اجارہ صکوک کی نیلامی کا خاکہ					
ارب روپے					
3 سالہ بلحاظ عرصیت صکوک	تاریخ اجرا	تاریخ تکمیل عرصیت	ہدفی مالیت	پیش کردہ مالیت	قبول کردہ مالیت
حکومت پاکستان اجارہ صکوک I	26 ستمبر 08ء	26 ستمبر 11ء	10.0	9.5	6.5
حکومت پاکستان اجارہ صکوک II	29 دسمبر 08ء	29 دسمبر 11ء	10.0	7.3	6.0
حکومت پاکستان اجارہ صکوک III	11 مارچ 09ء	11 مارچ 12ء	10.0	21.4	15.3
حکومت پاکستان اجارہ صکوک IV	17 ستمبر 09ء	17 ستمبر 12ء	10.0	30.4	14.4
ماخذ: اسٹیٹ بینک					

4.5 بازارِ سرمایہ کی سرگرمیوں کا جائزہ

معاشی نمو میں بہتری، گرانی کے دباؤ میں کمی، ایکویٹی مارکیٹ میں بیرونی سرمایہ کاری میں اضافہ، زری پالیسی میں نرمی اور کمرشل بینکوں کی جانب سے بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری کے باعث مالی سال 10ء کے دوران اثاثہ منڈیاں دباؤ سے باہر آنے میں کامیاب رہیں اور ان میں تیزی کا رجحان دیکھا۔

مالی سال 10ء کے دوران کے ایس ای 100 اشاریے کی مایوس کن صورتحال میں بہتری آئی اور یہ 9,722 پوائنٹس تک پہنچ گیا جو پچھلے سال 7,162 پر تھا۔ اس طرح اس میں 35.7 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 41.7 فیصد کی منفی نمو دیکھنے میں آئی تھی۔ مالی سال 10ء کے دوران بازار کی سرمایت 26 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 2732.4 ارب روپے تک پہنچ گئی جو مالی سال 09ء میں 2,120.6 ارب روپے تھی۔ اسٹاک مارکیٹ کی سرمایت میں اضافے سے بازار کی سرمایت مالی سال 10ء کے آخر تک بڑھ کر جی ڈی پی کے 18.5 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔

شکل 4.47: کے ایس ای 100 اشاریہ

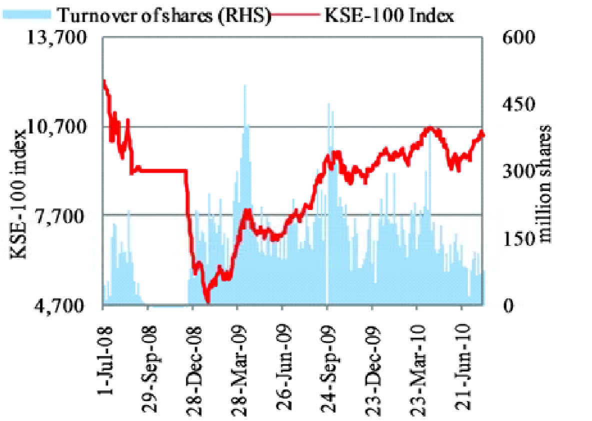

مالی سال 10ء میں کے ایس ای 100 اشاریے کی بلند ترین سطح 10,677.5 پوائنٹس رہی جبکہ پست ترین سطح 7,270.7 رہی۔ اس طرح اس میں تغیر پذیری 9 رہی جو مالی سال 09ء میں 22 پر تھی۔ یہ سطح استحکام اور نمو کی عکاس ہے۔

مالی سال 10ء کے دوران روزانہ کا اوسط حجم 16 کروڑ 12 لاکھ 70 ہزار حصص رہا جو گذشتہ برس 11 کروڑ 44 لاکھ 70 ہزار حصص تھا۔ مالی سال 10ء میں تجارتی حجم کی روزمرہ اوسط قدر بڑھ کر 6.9 ارب روپے ہوگئی جو مالی سال 09ء میں 4.4 ارب روپے تھی۔ زیر جائزہ مدت کے دوران اشاریے کے مجموعی پوائنٹس کی حرکت (آئی پی ایم) 2559.7 رہی جو مالی سال 09ء میں 5126.9- تھی (دیکھئے **شکل 4.47** اور **جدول 4.12**)۔

مالی سال 10 کے دوران مقامی اسٹاک مارکیٹ میں بیرونی خریداری نئی بلندیوں پر پہنچ گئی اور اس سے مارکیٹ کی بحالی میں مدد ملی ہے۔ زیر جائزہ مدت کے دوران 563 کروڑ 83 لاکھ ڈالر کی خالص بیرونی سرمایہ کاری ہوئی جبکہ مالی سال 09ء کے دوران اس میں سے 53 کروڑ 72 لاکھ ڈالر کا خالص اخراج دیکھنے میں آیا تھا۔ مارچ 2008ء میں این سی پی ایل کی جانب سے اعداد وشمار کی اشاعت کے بعد سے یہ بیرونی جزدانی سرمایہ کاری میں ہونے والا سب سے زیادہ اضافہ ہے۔ مقامی اسٹاک مارکیٹ میں بیرونی سرمایہ کاری میں اضافے کا سب اہم ڈیٹا کا اجرا ہے جس میں جاری کھاتے کے خسارے سمیت اہم معاشی مبادیات میں مسلسل بہتری کا رجحان دیکھنے میں آیا تھا جس میں ترسیلاتِ زر کی بلند سطح اور امریکہ سے سی ایس ایف کی ادائیگیوں کے باعث بہتری آئی تھی۔ مزید برآں، پرکشش قدر پیمائی نے بھی مقامی اسٹاک مارکیٹ کو پرکشش بنانے میں اہم کردار ادا کیا (دیکھئے **شکل 4.48**)۔

مقامی اسٹاک مارکیٹ میں سب سے زیادہ جزدانی سرمایہ کاری امریکہ سے آئی جس کے بعد برطانیہ اور لکسمبرگ کا نمبر آتا ہے جبکہ گذشتہ چند برسوں سے جاری معاشی کساد بازاری سے متاثرہ ملکوں یو اے ای اور چلی نے اپنی سرمایہ کاری کو نکال لیا تھا۔ مزید برآں بیرونی سرمایہ کاری کے باعث ملکی اسٹاک مارکیٹ کی کارکردگی علاقائی ملکوں کے مقابلے میں بہتر رہی۔

جدول 4.12: ایکویٹی منڈی کا خاکہ

	اکائی	مس08ء	مس09ء	مس10ء
فہرستی کمپنیاں	تعداد	652	651	651
فہرستی سرمایہ	ارب روپے	706	782	910.0
منڈی کی سرمایت	ارب روپے	3777.7	2120.6	2732.4
منڈی کی سرمایت بطور فیصد جی ڈی پی	فیصد	36.7	16.2	18.5
نئی فہرستی کمپنیاں	تعداد	7	8	8
نئے فہرستی قرض وثیقہ جات	تعداد	7	1	2
قرض وثیقہ جات کی مالیت	ارب روپے	22.3	4.3	5.0
کے ایس ای 100 اشاریہ (ختم مدت)		**12289**	**7162.0**	**9722.0**
بلند		15676.3	12221.5	10677.5
پست		11162.2	4815.3	7272.7
اوسط حجم یومیہ (حصص)	ارب حصص	0.2	0.1	0.16
مجموعی اوسط فی یومیہ قدر	ارب روپے	25.6	4.4	6.9
لین دین کے مجموعی دن	تعداد	247	245	249
ایل ایس ای 25 اشاریہ		**2749.6**	**1713**	**3092.7**
ایل ایس ای منڈی کی سرمایت	ارب روپے	3514	2018	2622.9
آئی ایس ای 10 اشاریہ (ختم مدت)		**2749.6**	**1713**	**2441.2**
آئی ایس ای 10 کی سرمایت	ارب روپے	2872	1705	2261.7
ایس سی آر اے سرمایہ کاری خالص آمد رقوم	ملین امریکی ڈالر	-232.1	-537.2	573

ماخذ: کے ایس ای

پاکستان کے ایم ایس سی آئی اشاریے میں بھی سرفہرست علاقائی اور غیر علاقائی ملکوں کے مقابلے میں مالی سال 10ء کے دوران 26.8 فیصد کی بلند نمو ہوئی ہے۔ دیگر علاقائی اور غیر علاقائی ملکوں کے اشاریوں کے مقابلے میں مقامی اسٹاک مارکیٹ کی فوری بحالی اور نمو کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ پاکستانی مارکیٹ کا باقی دنیا کے ساتھ ربط کمزور ہے (دیکھئے جدول 4.13)۔

پاکستان کو جون 2010ء میں ایم ایس سی آئی کے فرنٹیئر مارکیٹ انڈیکس سے ایمرجنگ مارکیٹ انڈیکس میں داخل ہونا تھا تاہم اس کی منتقلی کچھ عرصے کے لیے مؤخر کر دی گئی ہے۔

شکل 4.48: کے ایس ای 100 اشاریہ اور بیرونی سرمایہ کاری کا بہاؤ

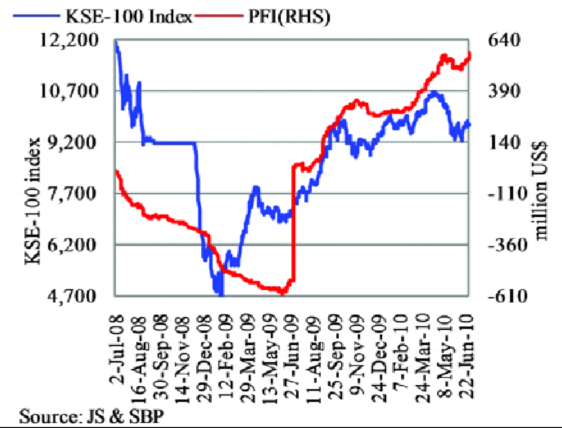

Source: JS & SBP

اولین عوامی پیشکشیں (آئی پی اوز)

اولین عوامی پیشکشوں کو بازار سرمایہ کی گہرائی کا ایک اور اہم اظہاریہ سمجھا جاتا ہے جو مالی سال 10ء میں 8 رہیں اور ان کی مالیت 5 ارب روپے تھی۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 4.3 ارب روپے مالیت کی 8 اولین عوامی پیشکشیں کی گئی تھیں۔ سرمایہ کاروں نے ان میں سے چھ میں زیادہ گرمجوشی کا مظاہرہ نہیں کیا جبکہ دیگر کی سبسکرپشن مقررہ ہدف سے کم رہی (دیکھئے جدول 4.14)۔ مالی سال 10ء کے دوران ہونے والی آٹھ آئی پی اوز میں سے ہر دو کا تعلق بجلی اور کھاد کے شعبے سے تھا جبکہ باقی کیمیکلز، تعمیرات، ٹیکسٹائل اور ٹیلی مواصلات کے شعبے میں کی گئیں۔ ان میں چھ جاری کنندگان کی سبسکرپشن ہدف سے زائد رہی۔ نشاط چنیاں پاور اور ایگری ٹیک کی سبسکرپشن ہدف سے کم رہی اور ان کی وجہ سے اوسط سبسکرپشن میں 0.7 گنا کمی ہوئی۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ 8 میں سے 3 آئی پی اوز (غنی گیسز، فاطمہ فرٹیلائزر اور ایم ٹیکس) کی پیشکشیں کتاب سازی کے عمل کے بعد کی گئی تھیں جس سے 2.7 ارب روپے اضافی حاصل ہوئے۔ کتاب سازی کے عمل کے ذریعے ذمہ نویس ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کی طلب کی بنیاد پر کسی آئی پی او کی پیشکش کی جانے والی قیمت کا تعین کرتا ہے۔

کارپوریٹ قرضہ جاتی وثیقہ جات کا خاکہ

کارپوریٹ شعبے کے متبادل مالکاری کے ذریعے کے طور پر مالی سال 10ء کے دوران مقامی اسٹاک مارکیٹ میں مجموعی طور پر 5 ارب روپے کی رقم جمع کرنے کے لیے دو ٹی ایف سیز جاری کیے گئے۔ مالی سال کے دوران 4.3 ارب روپے حاصل کرنے کے لیے مواصلات کے شعبے کی جانب سے ایک ٹی ایف سی جاری کیا گیا۔ مالی سال 10ء کے دوران ستمبر میں پہلا ٹی ایف سی جاری کیا گیا جس کے نرخ کائبور جمع 1.3 فیصد مقرر کیے گئے تھے جبکہ دوسرا فروری میں کائبور جمع 2.4 فیصد کے نرخ پر جاری کیا گیا (دیکھئے **جدول 4.15**)۔

شعبہ جاتی کارکردگی

پورے مالی سال 10ء کے دوران ایکویٹی منڈیوں میں جاری تیزی کے رجحان کے باعث سرمایت میں 26 فیصد نمو ہوئی اور یہ بڑھ کر 2731.4 ارب روپے تک پہنچ گئی جبکہ مالی سال 09ء میں اس میں 44 فیصد کمی ہوئی تھی۔ منڈی کی مجموعی سرمایت میں سب سے زیادہ حصہ تیل و گیس کے شعبے کا ہے جو 35 فیصد بنتا ہے جبکہ اس کے بعد بینکوں کا 23 فیصد اور دیگر کا حصہ 2 تا 9 فیصد کے درمیان رہا (دیکھئے **شکل 4.49**)۔ مالی سال 10ء کے دوران 32 میں سے 21 شعبوں کے حصے میں گذشتہ برس کے مقابلے میں اضافہ ہوا ہے جبکہ دیگر شعبوں کے حصے میں کمی آئی ہے۔

جدول 4.13: ایم ایس سی آئی اشاریے کی کارکردگی، بلحاظ خطہ/ملک

	م س07ء	م س08ء	م س09ء	م س10ء
ای ایم ایشیا	1.4	0.9	-20.0	20.4
ای ایم مشرق بعید	1.4	0.9	-21.7	18.9
یورپ	29.0	-14.0	-36.9	2.7
انڈونیشیا	1.6	1.2	-25.7	62.4
فلپائن	2.0	0.6	-2.6	31.8
تھائی لینڈ	1.3	1.1	-20.9	30.4
بھارت	1.6	0.9	-6.2	30.2
ملائیشیا	1.6	0.9	-14.6	30.2
پاکستان	1.4	0.8	-57.2	26.8
سنگاپور	55.4	-7.2	-27.2	25.1
برازیل	1.6	1.5	-40.5	18.6
سوئٹزرلینڈ	20.8	-9.4	-27.4	14.8
ہالینڈ	34.8	-14.8	-38.9	14.3
امریکہ	18.4	-13.9	-28.5	12.0
ہانگ کانگ	25.8	0.7	-18.5	11.0
سعودی عرب	-46.2	36.2	-41.3	9.9
چین	1.8	1.0	-10.7	8.5
برطانیہ	23.1	-16.5	-37.2	4.7
جرمنی	45.8	-8.5	-39.4	4.5
کوریا	32.0	-13.9	-14.6	1.3
جاپان	6.1	-13.5	-24.6	-0.9
فرانس	28.2	-13.9	-36.4	-2.0
کویت	41.3	4.6	-44.9	-5.6
عرب امارات	1.5	21.4	-61.4	-10.7
بحرین	11.1	34.5	-67.1	-42.8

ماخذ: ایم ایس سی آئی بارا

جدول 4.14: فہرست کاری کا خاکہ - م س10ء

ملین روپے

	کمپنی	فہرست کاری کی تاریخ	جاری کردہ سرمایہ حصص	پہلے ہی ادا شدہ سرمایہ	پبلک اجرا	پریمیم	سبسکرائب کی گئی مجموعی رقم	ذمہ نویسوں کی سبسکرائب کی گئی رقم
1	نشاط پاور لمیٹڈ	7 اکتوبر 09ء	3541	3316	225		274	
2	نشاط چونیاں پاور لمیٹڈ	22 اکتوبر 09ء	3674	2724	950		707	243
3	غنی گیسز لمیٹڈ (i)	5 جنوری 10ء	725	685	40	16	75	
4	فاطمہ فرٹیلائزر کمپنی لمیٹڈ (ii)	8 مارچ 10ء	20000	19525	475	166	788	
5	سیف مکس کنکریٹ پراڈکٹس لمیٹڈ	18 مارچ 10ء	200	100	100	25	127	
6	ایگری ٹیک لمیٹڈ (iii)	12 اپریل 10ء	3924	3758	167	333	115	385
7	ایمٹیکس لمیٹڈ (iv)	13 اپریل 10ء	2415	1805	610	55	239	
8	وطین ٹیلیکام لمیٹڈ (v)	27 مئی 10ء	5275	4175	1100	2007	2007	
مجموعی			**39753**	**36086**	**3667**	**2603**	**4333**	**628**

ماخذ: کے ایس ای

جدول4.15:مس09ءاورمس10ءکے دوران جاری ہونے والے قرض وثیقہ جات کا خاکہ

ملین روپے

	کمپنی	میعاد(سال)	تاریخ اجرا	تکمیل عرصیت	مالیت	کوپن ریٹ
مس10ء	اینگرو فرٹیلائزرز(III)	7	8فروری10ء	8فروری17ء	2,000.000	کائبور+2.40فیصد
	الائیڈ بینک لمیٹڈ(II)	10	9اکتوبر09ء	9اکتوبر19ء	3,000.000	کائبور+1.30فیصد
	مجموعی				**5,000.00**	
مس09ء	پاکستان موبائل کمیونی کیشن	5	5دسمبر08ء	5دسمبر13ء	4,256.900	کائبور+1.65فیصد

ماخذ:کے ایس ای

کارپوریٹ شعبے کی کارکردگی

مالی سال09ء کے دوران بیرونی طلب میں کمی، ملک میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتحال، گرانی کی بلند سطح، توانائی کے بلند نرخ، تخفیف شدہ شرح مبادلہ، ادائیگیوں کے توازن میں بڑھتا ہوا فرق اور دیگر مسائل کے باعث معاشی سرگرمیوں میں سست روی کی وجہ سے کارپوریٹ شعبہ 2008ء میں ہونے والی نمو کا تسلسل برقرار رکھنے میں ناکام رہا تھا۔ 32 کارپوریٹ شعبوں میں سے 2009ء میں 19 شعبوں نے بعد از ٹیکس منافع ظاہر کیا جبکہ اس سے پچھلے برس 28 شعبوں نے منافع حاصل کیا تھا۔ ان شعبوں میں منافع کمانے کے لحاظ سے سرفہرست تیل وگیس کی دریافت رہی جس کے بعد کمرشل بینکوں، کھاد اور ٹیلی کام اور مواصلات کے شعبوں کا نمبر آتا ہے۔

شکل4.49: اسٹاک مارکیٹ کی سرمایت میں حصہ

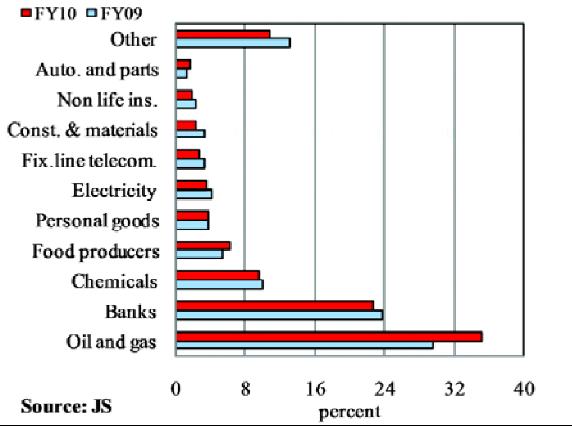

Source: JS

چینی اور اس سے منسلک صنعتوں کے بعد از ٹیکس منافع میں نمو ہوئی جس کے بعد ٹیلی کام اور مواصلات، سیمنٹ اور کیبل وبرقی اشیا کے شعبے شامل ہیں۔ 629 کمپنیوں میں سے 161 (33 میں سے 32 شعبے) نے 2009ء میں منافع منقسمہ کا اعلان کیا جبکہ 2008ء میں 173 کمپنیوں (33 میں سے 31 شعبے) نے منافع منقسمہ کا اعلان کیا تھا۔ سب سے زیادہ اوسط منافع منقسمہ کیبل وبرقی اشیا کے شعبوں میں دیا گیا جس کے بعد تیل وگیس کی دریافت کرنے والے شعبوں کا نمبر آتا ہے۔

2009ء میں 33 میں سے 14 شعبوں نے نقصانات ظاہر کیے جبکہ 2008ء کے دوران 5 کو نقصان ہوا تھا۔ مالی سال09ء کے دوران بڑے خالص نقصان اٹھانے والوں میں سرمایہ کاری بینک وکمپنیاں، ریفائنریاں، بجلی کی پیداوار وٹیکسٹائل اسپننگ کے شعبے شامل ہیں (دیکھئے **جدول4.16**)۔